عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۱۵ تا ۲۱/صفر ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/مارچ ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۱۱

قیمت: ۸ روپے

حضرت امیر مرکزیہ کا دورۂ کراچی

دینی استقامت

علماء کی شان

آئینۂ خرافات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

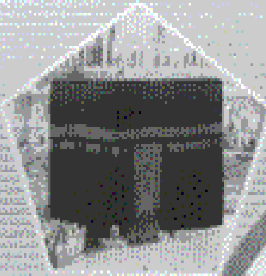

آپ کے مسائل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں:

س:…… جیسا کہ احادیث و قرآن کی روشنی میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اب ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کون سے آسمان پر ہیں؟ اور ان کے انسانی ضروریات کے تقاضے کیسے پورے ہوتے ہوں گے مثلاً: کھانا پینا، سونا جاگنا اور انس و الفت؟ اور دیگر اشیاء ضرورت انسان کو کیسے ملتی ہوں گی؟ وضاحت کرکے مطمئن کریں۔

ج:…… حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا اور قربِ قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ حدیث معراج میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی۔ آسمان پر مادی غذا اور بول و براز کی ضرورت پیش نہیں آتی، جیسا کہ اہل جنت کو ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جو جادو یا سفلی عمل کو حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے:

س:…… کوئی آدمی یا عورت کسی پر تعویذ، دھاگا، سفلی عمل یا پھر جادو کا استعمال کرے اور اس کے اس عمل سے دوسرے آدمی کو تکلیف پہنچے یا پھر اگر وہ آدمی اس تکلیف سے انتقال کرجائے تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کا کیا درجہ ہوگا چاہے وہ تکلیف میں ہی مبتلا ہوں یا انتقال ہوجائے؟ کیونکہ آج کل کالے عمل کا رواج زیادہ عروج کررہا ہے، لہٰذا مہربانی فرماکر تفصیل سے لکھئے تاکہ یہ کالے دھندے کرنے اور کرانے والوں کو اپنا انجام معلوم ہوسکے۔ اللہ ان لوگوں کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

ج:…… جادو اور سفلی عمل کرنا اس کے بدترین کبیرہ گناہ ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جادو کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ اگر اس کو حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے اور اگر حرام اور گناہ سمجھ کر کرے تو کافر نہیں، گنہگار اور فاسق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے سفلی اعمال سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔ یہ بھی فقہائے امت نے لکھا ہے کہ اگر کسی کے جادو اور سفلی عمل سے کسی کی موت واقع ہوجائے تو یہ شخص قاتل تصور کیا جائے گا۔

دست شناسی اور اسلام:

س:…… اسلام کی رو سے دست شناسی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا سیکھنا اور ہاتھ دیکھ کر مستقبل کا حال بتانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:…… ان چیزوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے؟

س:…… حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے اور کس موقع پر ایمان لائے تھے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

ج:…… مشہور تو یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، لیکن "الاصابہ" (۴۳۳/۳) میں واقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے تھے لیکن اپنے اسلام کا اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت مفتی محمد جمیل خانؒ

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد: ۲۵ شمارہ: ۱۱ ۱۵ تا ۲۱/صفر ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/مارچ ۲۰۰۶ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ صاحبزادہ طارق محمود
○ مولانا سعید احمد جلالپوری ○ مولانا بشیر احمد
○ علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
○ صاحبزادہ مولانا عزیز احمد ○ مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

کراچی میں برکات کا ظہور	اداریہ	۳
دین پر استقامت	مولانا قاضی احسان احمد	۲
علماء کی شان	مفتی محمد زید مظاہری ندوی	۹
حضرت امیر مرکزیہ کا دورۂ کراچی	محمد اطہر عظیم	۱۳
آئینہ خرافات	افتخار احمد جرمنی	۱۷
الا بفراقک یا شیخ المدنی لمحزونون	مولانا اللہ وسایا	۲۰
قاری صدیق احمدؒ......شفیق و محترم استاد	قاری فاروق احمد تونسوی	۲۶

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری
طابع: سید شاہد حسین
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کراچی میں برکات کا ظہور

۴ تا ۷/ مارچ ۲۰۰۶ء کراچی اور اہل کراچی کے لئے بڑے قیمتی ایام تھے۔ ان ایام میں پوری دنیا کی خیر و برکت گویا مجتمع ہوکر کراچی میں اکٹھا ہوگئی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی؟ آخر انہی ایام میں کراچی کی سرزمین کو اس وقت کے قطب العالم کے قدوم میمنت لزوم کی برکات حاصل ہوئیں‘ جس نے اس خطہ زمین کو اللہ تعالیٰ کی عنایاتِ خاصہ کا مورد بنادیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی خاصا عرصہ سے اس سعی میں مشغول تھے کہ کسی طرح قطب العالم‘ خواجہ خواجگان‘ شیخ المشائخ‘ امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کراچی تشریف لاکر کراچی اور اہل کراچی کو اپنے انفاسِ طیبات سے منور فرمائیں‘ اہل قلوب آپ کے قلب باصفا سے مزید منور ہوں‘ بے صفا‘ باصفا بن جائیں اور شہر میں روحانیت کی ایک لہر دوڑ جائے۔ اسی مقصد سے آپ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف بھی حاضر ہوئے اور حرمین شریفین میں بھی حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خدمت میں عرض کیا۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے کراچی کے لئے وقت عنایت فرمایا اور ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے بعد ۴ تا ۷/ مارچ تک چار روز کے لئے کراچی تشریف لائے۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء۔

حضرت اقدس کی تشریف آوری سے چمنستان کراچی میں روحانی بہار آگئی۔ حضرت اقدس امیر مرکزیہ کا قیام دفتر ختم نبوت واقع پرانی نمائش کراچی میں تھا‘ جہاں عاشقانِ ختم نبوت و مریدین حضرت اقدس چوبیس گھنٹے پروانوں کی طرح دیوانہ وار آتے جاتے اور حضرت کی زیارت و مصافحہ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ کراچی میں قیام کے دوران اللہ کی مخلوق پروانہ وار حضرت اقدس کے گرد جمع رہتی۔ بغیر کسی ظاہری اطلاع کے لوگوں کا اتنا کثرت سے حضرت اقدس دامت برکاتہم سے ملاقات کے لئے حاضر ہونا بجائے خود ایک عجوبہ ہے۔ لیکن جن لوگوں کو بزرگانِ دین سے فائدہ ملنا ہوتا ہے‘ اللہ تعالیٰ بغیر کسی ظاہری سبب کے انہیں محض اپنے فضل سے اپنے نیک اور مخلص بندوں کے پاس پہنچادیتے ہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم سے اس چار روزہ قیام کے دوران مخلوق خدا نے کیا کچھ پایا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم جیسے بے بصر تو بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے تعلق مع اللہ کی وہ عظیم الشان دولت لٹائی اور نسبت مع اللہ کی وہ شراب طہور مخلوق خدا کے ظروف قلب میں انڈیلی‘ جس کے حصول کے لئے لوگ ساری ریاضت و مجاہدات کرتے رہتے ہیں اور اس تمام ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی یہ عظیم نعمت جس کو اللہ تعالیٰ عطا فرمادے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

اکابر مشائخ جو اپنی جگہ خود شیخ المشائخ ہیں‘ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے رہے‘ اور حضرت اقدس نے بھی اپنی برکات پھیلانے میں کوئی کمی نہ چھوڑی‘ یوں کوئی محروم نہ رہا‘ بلکہ ہر شخص اپنے اپنے ظرف کے مطابق حضرت کے انوارات سے حصہ پا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی برکت سے حاصل شدہ ان انوار و برکات کو قلوب میں راسخ فرمائے اور ان میں ترقی عطا فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا سایہ تا دیر بعافیت ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

حضرت امیر مرکزیہ سے حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی ملاقات

کراچی میں قیام کے دوران خواجہ خواجگان‘ شیخ المشائخ‘ امیر مرکزیہ‘ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ سے قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف‘ متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے دفتر ختم نبوت کراچی میں ملاقات کی‘ جس کی تفصیل حضرت امیر مرکزیہ کے دورۂ کراچی کی رپورٹ میں آرہی ہے۔ اس موقع پر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال فرمایا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ سے جو دیرینہ تعلق ہے‘ اس کا اظہار اکثر و بیشتر ہوتا رہتا ہے۔ اس موقع پر بھی حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا ناموس رسالت کا‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہر تحریک میں ہمیشہ قائدانہ کردار ادا کیا ہے‘ پاکستان میں امت کی وحدت اور ملی یکجہتی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی حیثیت ہمیشہ غیر متنازعہ فورم کی رہی ہے۔ ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملتان‘ کراچی اور اسلام آباد سمیت ملک کے دیگر اہم شہروں میں مارچ‘ اجتماعات‘ احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کے کامیاب انعقاد پر انہوں نے مبارکباد پیش کی۔ ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے متحدہ مجلس عمل نے ہر موقع پر جس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھرپور ساتھ دیا ہے‘ اس میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا بڑا ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ان کے بھرپور تعاون اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ سے ان کے نیاز مندانہ تعلق کو قبول فرماکر دارین میں ان کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی واجب الادا رقم بنام ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کراچی بذریعہ منی آرڈر‘ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

دین پر استقامت

مولانا قاضی احسان احمد

دنیا ایک تجربہ گاہ ہے‘ اس نظام کائنات میں سرور و کیف کی مستی کو پانے کے لئے انسان اپنی جان ناتواں داؤ پر لگا دیتا ہے اور پھر بھی وہ اپنے قلب وجگر‘ فکر ونظر کو وہ چین وسکون‘ راحت و اطمینان مہیا نہیں کر پاتا‘ جس کا دل ودماغ اس سے مطالبہ کرتا ہے‘ سب کچھ قربان کرکے بھی اس کی خوشیاں حاصل نہ کرسکے‘ مگر وہ لوگ جو دنیا کی چند روزہ زندگی اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لئے قربان کردیتے ہیں‘ حقیقت میں وہ ہمیشہ زندہ و جاوید رہتے ہیں‘ ان کی موجودگی ایک نعمت عظمیٰ ہوتی ہے‘ ان کا سفر آخرت بھی حیات ابدی دے جاتا ہے‘ ان کا وجود اپنی ذات میں ایک تحریک ہوتا‘ ان کے افکار زمانہ کی روش کی کایا پلٹ دیتے‘ ان کا زہد وتقویٰ قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے نسخہ کیمیا ثابت ہوتا ہے‘ ان کی علمی وعملی زندگی گمراہوں کے لئے چراغ ہدایت ثابت ہوتی ہے‘ ان کا کردار وگفتار میدان عمل میں کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کے لئے رہبرورہنما کی مانند ہوتا ہے۔

غرضیکہ ان کی حیات معاشرہ کی اصلاح کے لئے وہ گرانقدر کارہائے نمایاں انجام دیتی ہے‘ جو آنے والی نسلوں کے لئے صدیوں تک کافی ودافی ہوتی ہے‘ محافظین اسلام ہمیشہ ان ابدی اصول وقواعد سے جلا پاتے اور اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہوتے ہیں۔

ان رجال کار میں درجہ بدرجہ ایسے مردان حق آئے‘ جنہوں نے زمانہ کے سامنے اپنا لوہا منوایا اور وقت کے ایوانوں میں صدائے حریت بلند کی‘ اپنے مدمقابل کو حق بات ماننے پر مجبور کیا اور اس کے ناپاک عزائم خاک میں ملادیئے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اس عزم میں اپنی مثال آپ ہیں‘ ان کے ایثار‘ جذبہ حمیت اور دین پر استقامت کے چرچے تا قیامت درخشندہ رہیں گے اور تاریخ انہیں کبھی بھلا نہیں سکتی۔ تاریخ اپنی آب وتاب‘ ان کے منور ومطہر تذکرہ کے بغیر کبھی بھی برقرار نہیں رکھ سکتی۔

یوں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک فرد اسلام کا آفتاب و مہتاب ہے‘ منارہ نور ہے‘ اسلام کا جانباز سپاہی ہے‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاں نثار ہے‘ مگر انہی مقدس شخصیات میں سے بعض وہ روشن قلوب انسان بھی گزرے ہیں‘ جنہوں نے اپنے استقامت دین کے ایسے بے مثال نقوش چھوڑے جن کے تذکرہ سے انسان فرط عقیدت میں ڈوب جاتا ہے اور اس کو یوں کہنا پڑتا ہے:

محبت ہے عین راحت اگر ہو عاشق صادق
کوئی پروانے سے پوچھے جلنے میں مزا کیا ہے

گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا

پہلے شہید تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم جناب سیدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ لائق التفات ہے۔ پڑھئے‘ غور کیجئے‘ عشق رسالتؐ سے بھرپور ایک عاشق رسولؐ کے جذبات کا اندازہ کیجئے‘ اپنے قلب وجگر کو اس کاز پر عملی طور پر آمادہ کیجئے اور عملی طور پر میدان میں آجائیے۔

ہوا یوں کہ سرکار دو عالم‘ فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو بنوحنیفہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا‘ یہ صحابی رسول‘ جب مسیلمہ کے دربار میں پہنچتے ہیں تو ذرا آپ ماحول کو سامنے رکھیں‘ چشم تصور سے سوچیں کہ یہ جس کا دربار ہے‘ وہ کون آدمی ہے؟ کہاں پر ہے؟ کن حالات سے گزر رہا ہے؟ اس کے کتنے متبعین اس کے ساتھ موجود ہیں؟ چاروں طرف دربان موجود ہیں‘ مسیلمہ جھوٹا مدعی نبوت اس وقت تک ایک لاکھ افراد کو گمراہ کرکے اپنے ہمنوا بنا چکا ہے‘ جو اس کے دام فریب میں پھنس چکے ہیں‘ جن کے لئے واپسی کا راستہ نہیں‘ واپسی چاہتے بھی ہیں تو زور لگاتے ہیں مگر مزید پھنسے چلے جاتے ہیں‘ خیر صحابی رسول بڑی آب وتاب‘ جرأت وبہادری سے مسیلمہ کے دربار

میں آتے ہیں۔ اب سلسلہ گفتگو شروع ہوتا ہے۔ مسیلمہ گویا ہوا ''اشہد ان محمد رسول اللہ'' کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابی بڑی وارفتگی' شائستگی اور متانت سے جواب دیتے ہیں ''نعم'' ہاں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں' مسیلمہ دوبارہ متوجہ ہوا' اب اس نے اپنا سوال تبدیل کیا' انداز بدلا اور بولا کہ ''اشہد انی رسول اللہ'' کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ مسیلمہ کی بات ختم ہوئی تو صحابی رسول کا جواب آیا جسے سن کر مسیلمہ آپے سے باہر ہوگیا۔ حضرت حبیب بن زید انصاری نے فرمایا: ''انا اصم لا اسمع'' میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا' یہ ایک سوال اور اس پر صحابی رسول کا جواب تھا' مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا اور حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ بار بار اس کے سوالات کے جواب دیتے رہے' صحابی رسول اپنا کام کرتے رہے' مسیلمہ اپنا کام کرتا رہا' مسیلمہ ان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب پر ان کا ایک ایک عضو کٹواتا رہا:

شہید عشق نبی ہوں میری قبر پر شمع قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید جلا کر
لحد میں عشق رخ گاہ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

غرضیکہ مسیلمہ نے ان صحابی رضی اللہ عنہ کا ایک بازو کٹوایا' پھر دوسرا کٹوایا' پھر ایک ٹانگ کٹوائی' پھر دوسری ٹانگ کٹوائی۔ حضرت حبیب بن زید انصاری کی جرأت' استقامت اور عشق رسالت کا اندازہ لگائیں کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر جان جان آفریں کے سپرد کردی' مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی جھوٹے مدعی نبوت کے دعویٰ نبوت کو سننا تک گوارا نہ کیا' کوئی کمپرومائز نہیں کیا' سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی توہین برداشت نہیں کی جاسکتی۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ)

اے مسلمانو! غور کرو' اس عاشق نے جان دے دی' آج تو چند منٹ کی خوشی جو بعد میں غم میں تبدیل ہو جائے گی' اس کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے تعلقات رکھتا ہے۔ بہرکیف صحابی رسول کا یہ طرز عمل میرے اور آپ کے بلکہ ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ ہے کہ ہم اپنی ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وار دیں۔

چلئے آگے چلتے ہیں' ملاحظہ فرمائیں استقامت دین پر ایک اور عجیب وغریب واقعہ جس کو پڑھ کر دل ہل جائے' آنکھ نم ہو جائے' شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات' واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

امام ابوبکر محمد بن سہل الرملی المعروف بہ ''ابن النابلسی'' اپنے دور کے بہت بڑے محدث تھے۔ عابد و زاہد اور صائم الدہر تھے۔ حدیث وفقہ میں امام تھے۔ فاطمیوں نے جب مصر پر غلبہ حاصل کیا تو اسماعیلی عقائد کو لوگوں پر بزور شمشیر مسلط کرنا چاہا۔

ابن النابلسی شہیدؒ ان کی اس حرکت سے نالاں تھے اور وہ ان کے اس طرز عمل پر تنقید کرتے تھے' وہ رملہ سے دمشق چلے گئے' وہاں کے گورنر نے ان کو گرفتار کرکے لکڑی کے پنجرے میں بند کرکے مصر بھیج دیا۔ یہ ۳۶۵ھ کا واقعہ ہے' اس وقت ابوتمیم معز فاطمی حکمراں تھا اور اس کا غلام امیر عساکر ''جوہر'' سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ ابن النابلسی شہیدؒ کو جوہر کے سامنے پیش کیا گیا' جوہر نے پوچھا کہ تم نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر کسی کے پاس دس تیر ہوں تو وہ ان میں سے ایک تیر روم کے نصرانیوں کے خلاف اور نو اسماعیلیوں کے خلاف استعمال کرے؟

ابن النابلسی شہیدؒ نے فرمایا: جناب! آپ کو روایت غلط پہنچی ہے' میں نے یہ فتویٰ نہیں دیا' بلکہ میرا فتویٰ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس دس تیر ہوں تو وہ نو تیر تو تمہارے خلاف استعمال کرے اور دسواں تیر بھی روم کے نصرانیوں کے بجائے تم لوگوں پر برسائے۔

''فانکم غیر تم الملة وقتلتم الصالحین وادعیتم نور الالٰہیة''

ترجمہ: ''کیونکہ تم نے دین کو بدل ڈالا' خدا کے نیک بندوں کے خون سے ہاتھ رنگے اور تم نور الوہیت کے مدعی بن بیٹھے۔''

جوہر نے حکم دیا کہ ان کی تشہیر کی جائے (منہ کالا کرکے بازار میں پھرایا جائے) دوسرے دن ان کی پٹائی کا حکم دیا' تیسرے دن ایک یہودی کو حکم دیا کہ ان کی زندہ کی کھال کھینچ لی جائے۔ یہودی نے سر کی چوٹی سے ان کی کھال کھینچنا شروع کردی' چہرے تک کھال اتاری گئی' مگر ابن النابلسی شہیدؒ نے اُف تک نہ کی' بلکہ نہایت صبر و سکون کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور قرآن کریم کی آیات: ''وکان امر اللہ قدراً مقدوراً'' (الاحزاب: ۳۸) کی تلاوت فرماتے رہے' یہاں تک کہ سینے تک کی کھال اتاری گئی اور ان کے پایہ استقامت میں لغزش نہ آئی۔ بالآخر کھال کھینچنے والے یہودی کو ان پر ترس آیا اور اس نے دل کی جگہ چھری گھونپ کر ان کا قصہ تمام کردیا'

کھال اتارنے کے بعد اس میں بھوسہ بھرا گیا اور بھوسہ بھری کھال کو سولی پر لٹکایا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔'' (سیر الاعلام للذہبی)

ابن سعساع مصری حکایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر بن نابلسی شہیدؒ کو خواب میں دیکھا' وہ بہت اچھی حالت میں تھے' میں نے کہا کہ رب کریم نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ تو ابن نابلسی شہیدؒ نے جواب دیا اور عربی اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ:

''میرے مالک نے مجھے ہمیشہ کی عزت کے قریب کردیا' اور مجھ سے کامیابی کی قربت کا وعدہ کیا' اور مجھے اس کی طرف نزدیک اور قریب کیا' اور فرمایا کہ: عیش اور مزے سے میرے پڑوس میں رہو۔'' (سیر الاعلام للذہبی)

آپ نے دونوں واقعات پر غور کیا ہوگا کہ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے ہمارے اکابرین نے کس قدر قربانیاں دی ہیں' آج ہم اپنی زندگی پر ذرا غور کریں کہ کیا ہماری طرف سے اسلام کی سربلندی اور تحفظ ناموس رسالتؐ کے عظیم مشن میں کس قدر حصہ پڑا ہے؟ کیا یہ ہمارا کام نہیں؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی مکرم نہیں؟ کیا ہمیں شفاعت محمدیؐ کی ضرورت نہیں؟ کیا ہمارا دین پر کوئی حق نہیں؟ لہٰذا ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم کس انداز سے اس مشن میں اپنے آپ کو پیش کرسکتے ہیں' آیئے آگے بڑھئے' اسلام کی سربلندی اور ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو اپنا مشن بنائیں' شفاعت محمدیؐ کے حصول کو یقینی بنائیں۔ رب کریم ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆......☆☆

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی عجیب گفتگو

حکایات میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت حذیفہؓ سے پوچھا: اے حذیفہؓ! تم نے کس حال میں صبح کی؟ انہوں نے فرمایا:

''اے امیر المومنینؓ! فتنہ سے محبت کرتا ہوں' حق کو ناپسند کرتا ہوں' جو شئے پیدا نہیں ہوئی' اس کا قائل ہوں' جو نہیں دیکھا اس کی گواہی دیتا ہوں' بغیر وضو کے صلوٰۃ ادا کرتا ہوں' زمین میں میرے پاس ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس آسمان میں نہیں۔''

حضرت عمرؓ اس بات پر سخت غصہ ہوئے اور ارادہ کیا کہ ان کو سزا دیں' پھر آپؓ ان کے شرف صحابیات کا لحاظ کرکے رک گئے' آپؓ اسی کشمکش میں تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپؓ کے پاس سے گزرے تو آپؓ کے چہرے سے غصہ کو بھانپ گئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے؟ آپؓ نے ان سے سارا قصہ بیان کیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''امیر المومنین! آپ کو یہ بات غصہ نہ دلائے' یہ حضرت حذیفہؓ فتنہ کو پسند کرتے ہیں' اس سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''بلاشبہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنۃ (آزمائش) ہیں۔'' (التغابن)

''یہ اولاد اور مال کو پسند کرتے ہیں' فتنہ سے ان کی مراد یہی ہے' ان کا یہ کہنا کہ وہ حق کو پسند نہیں کرتے' تو حق سے مراد موت ہے' جس سے کوئی چارہ اور چھٹکارا نہیں' ان کا یہ کہنا کہ جو شئے پیدا نہیں ہوئی اس کے قائل ہیں' اس سے مراد قرآن پاک ہے جو پیدا شدہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' ان کا یہ کہنا کہ اس کی گواہی دیتا ہوں جس کو نہیں دیکھا' تو یہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کررہے ہیں' جس کو انہوں نے نہیں دیکھا' ان کا یہ کہنا کہ بغیر وضو کے صلوٰۃ ادا کرتا ہوں تو یہ بغیر وضو کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (درود) پڑھتے ہیں اور درود کا بغیر وضو پڑھنا گناہ نہیں' ان کا یہ کہنا کہ اس کے پاس زمین میں وہ ہے جو اللہ کے لئے آسمان میں نہیں' وہ اس طرح سے ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے بھی ہیں اور بیوی بھی ہے' کہ اللہ تعالیٰ کے نہ بیٹے ہیں نہ بیوی۔''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوالحسن (یہ حضرت علیؓ کی کنیت ہے) تیری خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے' تم نے میری بہت بڑی فکر زائل کردی۔ (آنسو کا سمندر)

علماء کی شان

ملفوظاتِ عارف باللہ حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد باندوی رحمہ اللہ

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد باندوی رحمہ اللہ، حکیم الامت حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا اسعد اللہ رحمہ اللہ کے مجاز بیعت تھے۔ ذیل میں حضرت قاری صدیق احمد باندویؒ کے بعض ملفوظات پیش کیے جاتے ہیں جنہیں مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی نے مرتب فرمایا ہے۔ (ادارہ)

فرمایا کہ عالم کا مقام بہت اونچا ہے، اس کی شان تو کچھ اور ہی ہونا چاہئے، اس کے علم کا اثر اس کے پورے بدن اور بدن کے ہر ہر عضو سے ظاہر ہونا چاہئے، جیسے کوئی برتن ہو اور اس میں شہد بھرا ہو، جس طرف سے بھی اس کو دیکھو گے اور جس جانب بھی سوراخ کرو گے، اس میں سے شہد ہی ظاہر ہوگا، اسی طرح عالم کا حال ہونا چاہئے کہ اس کے اندر علم کا اثر ہر وقت اور اس کے ہر عضو سے ظاہر ہونا چاہئے، ہماری آنکھ، ناک، کان سب عالم ہیں، اس لئے آنکھ، ناک، کان اور دیگر تمام اعضاء سے ایسی کوئی حرکت نہ ہونی چاہئے جو عالم دین کی شان کے خلاف ہو، ہمارا اوڑھنا بچھونا اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی منشا و مرضی کے مطابق ہونا چاہئے، وہ مرنے کو کہیں تو جان دینے کو تیار ہو جائیں، وہ مال خرچ کرنے کو کہیں تو مال خرچ کر دیں۔

عالم کی تعریف اور اس کی شان:

فرمایا عالم وہ نہیں ہے، جس کے اندر صرف علم ہو، عالم تو وہ ہے جس کے اندر خوف خدا اور خشیت ہو، اگر خوف خدا اور خشیت نہیں تو وہ عالم نہیں اور خوف خدا کی علامت یہ ہے کہ اس کا اثر بھی ظاہر ہو، اعمال صالحہ کا اس سے ظہور ہو، بے عمل کو عالم نہیں کہتے اور محض علم، عمل کا ذریعہ نہیں، عمل کرانے والی چیز تو خوف خدا اور خشیت ہے، جس میں یہ نہ ہو، اس کی عملی زندگی درست نہ ہوگی۔

فراغت کے بعد اصلاح نفس کی ضرورت:

فرمایا کہ اب تو پڑھ لکھ کر فارغ ہو جاتے ہیں اور بس اسی کو کافی سمجھتے ہیں، اصلاح اخلاق اور اصلاح

مرتبہ: مفتی محمد زید مظاہری ندوی

نفس کی کچھ فکر نہیں ہوتی، اسی وجہ سے آج کل کے فارغین کسی کام کے نہیں ہوتے، پہلے لوگ فارغ ہوتے تو شیخ بن کر نکلا کرتے تھے اور اصلاح اخلاق و تہذیب نفس کے لئے مستقل وقت بھی خرچ کرتے تھے، محنت و مجاہدے کرتے تھے اور اسی کی ان کو سند دی جاتی تھی، ایسے لوگ ایک دو ہی ہوتے تھے، لیکن پورے علاقہ کے لئے کافی ہو جاتے تھے، ہزاروں، لاکھوں ان کے فیض سے سیراب ہوتے تھے۔

لیکن اب تو طلبہ فارغ ہو کر مختلف علوم و فنون کی تکمیل کرتے ہیں، دارالافتاء میں داخلہ لیتے ہیں، تکمیل ادب کرتے ہیں، لیکن تکمیلِ نفس اور تہذیب اخلاق کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی، آٹھ، دس سال تو مختلف علوم و فنون حاصل کئے، لیکن نفس کی اصلاح کے لئے کتنا وقت خرچ کیا؟ کس کی صحبت میں جا کر رہے؟ کس کی جوتیاں سیدھی کیں؟ کسی کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر نفس کی اصلاح نہیں ہوتی۔

اکابر و مشائخ نے درسیات سے فارغ ہونے کے بعد اصلاح نفس کے لئے مستقل وقت لگایا ہے، اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر، ان کی خدمت کر کے، ان کی جوتیاں سیدھی کر کے فیضیاب ہوئے ہیں۔

پہلے زمانہ کے علماء:

طلبہ کو مخاطب کر کے خاص انداز سے فرمایا کہ پہلے لوگ علم کے اعتبار سے دریا اور پہاڑ ہوتے تھے اور عمل کے بھی خوگر ہوتے تھے، ان کی عملی زندگی نمونہ کی ہوا کرتی تھی، ان کی شکل و صورت بھی خالص اسلامی ہوتی تھی، پھر جس علاقہ میں وہ بیٹھ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سے کام لیا ہے اور ایسے ہی لوگوں نے علم کے دریا بہا دیئے، علاقے کے علاقے ان کے فیض سے سیراب ہوئے اور آج بھی ہو سکتا ہے اور کیوں نہیں ہو سکتا؟ اللہ تعالیٰ نے کوئی قسم نہیں کھائی یا نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں سے دشمنی نہیں ہو گئی، لیکن کوئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے لینے والا، اللہ تعالیٰ تو دلوں کو دیکھتا ہے۔ اصل کمی اور کوتاہی تو ہماری جانب سے ہے، ہمارے ہی اندر طلب نہیں رہی تو اس کا کیا علاج؟ ورنہ بننے کے لئے تو ایک منٹ بھی کافی

ہو جاتا ہے' ایک ہی منٹ میں انسان کہاں سے کہاں ترقی کر جاتا ہے' لیکن کسی کو فکر ہو تب' ہر طرف بے فکری اور غفلت چھائی ہوئی ہے' اسی لئے اب طبیعت بجھتی جا رہی ہے اور مدارس کی طرف سے مایوسی ہوتی جا رہی ہے' جب ابھی یہ حال ہے تو آئندہ کیا حال ہوگا' بس اللہ تعالیٰ ہی خیر فرمائے' لیکن کام تو بہر حال کرنا ہے' جس طرح بھی بن پڑے۔

اہل علم کی کوتاہی:

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت والا (حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ) کے مدرسہ میں جو بات دیکھی کہ ہر آنے والے کی مہمان نوازی ہوتی ہے' اس کے ناشتہ' کھانے کا انتظام ہوتا ہے' یہ بات کہیں اور نہیں دیکھی اور اس کا فائدہ بھی کافی ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: اس کی بڑی ضرورت ہے' یہی چیز تو ہے جس سے آپس میں ربط اور میل جول پیدا ہوتا ہے' اسی سے محبت پیدا ہوتی ہے' تعلق بڑھتا ہے' علماء میں آج کل یہی چیز نہیں' اہل مدارس میں آپس میں میل نہیں' ایک جگہ میں گیا تھا' وہاں مجھے تو کھانے کو پوچھا' لیکن دوسرے اور علماء تھے' ان کو چائے کے لئے بھی نہیں پوچھا' اس سے تو دوری ہوتی ہے' قریب کرنے والی صورتیں اختیار کرنا چاہئے۔ میں نے اس کو پسند نہیں کیا اور کھانے سے عذر کر دیا۔

اہل علم میں جاہ کا مرض:

فرمایا کہ دنیاداروں میں تو حرص ہوتی ہے مال کی اور اہل علم اور دین داروں میں حرص ہوتی ہے جاہ کی' دنیاداروں کے مقابلہ میں دین داروں میں حرص زیادہ ہوتی ہے اور مال کی حرص سے کہیں زیادہ خطرناک جاہ کی حرص ہوتی ہے' اہل مدارس اور طبقہ علماء میں یہ مرض بہت آ گیا ہے' اسی بنا پر آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے ہوتے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ جاہ کی حرص بھی بڑی مصیبت ہے' مال کی حرص میں اتنا وبال نہیں ہے جتنا وبال جاہ کی حرص میں ہوتا ہے' علماء اس میں بہت مبتلا ہیں' دنیا کی حرص سے تو وہ بچ جاتے ہیں' لیکن جاہ کی حرص میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بعض اہل علم کی بابت سنا ہے کہ ان کو مطلوبہ کتابیں نہیں دی گئیں تو پڑھانا ہی چھوڑ دیا' مدرسہ سے استعفیٰ دے دیا' یہ سب جاہ کی حرص ہی تو ہے' اللہ حفاظت فرمائے۔

حسد کی مذمت:

حسد ایسی بری بلا ہے کہ شیطان کا کہنا ہے کہ حاسد کے اندر چاہے جتنے کمالات ہوں' ہزار اس کی ریاضتیں اور مجاہدات ہوں' لیکن وہ میری انگلیوں پر ناچتا ہے' اس کو جب چاہوں پٹک دوں' حاسد حسد کی آگ میں جل کر غصہ میں آ کر نہ معلوم کیا کیا کر بیٹھتا ہے' وہ انجام کو نہیں دیکھتا کہ میں جو کر رہا ہوں اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس پر تو ایک جنون سوار ہوتا ہے' حاسد دراصل اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض کرتا ہے' اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

کتابوں کے پڑھانے میں حسد:

آج کل تو بات بات میں حسد ہوتا ہے کہ فلاں کو فلاں کتاب پڑھانے کو کیوں مل گئی؟ ہم کو کیوں نہیں ملی؟ مستحق تو ہم تھے' فلاں کتاب ہم عرصہ سے پڑھا رہے تھے' کیوں چھین لی گئی؟ اس میں لڑے مرے جا رہے ہیں' ارے دین کا کام کرنا ہے' جس لائن سے ہو جائے' اگر اس میں اخلاص ہوگا تو عنداللہ مقبول ہوگا' کیا بخاری شریف پڑھانا دین کا کام ہے اور قاعدہ بغدادی پڑھانا دین کا کام نہیں؟ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو دین کے کام کے لئے تیار ہوں' دین کی خدمت کے لئے حاضر ہوں' مجھ سے کوئی چاہے بخاری پڑھوا لے اور چاہے قاعدہ بغدادی پڑھوا لے' اللہ تعالیٰ کے یہاں خلوص کی قدر ہے' اگر خلوص ہے تو قاعدہ بغدادی پڑھانے والا بخاری شریف پڑھانے والے سے کم نہیں رہے گا' بلکہ ممکن ہے کہ بعض حالات میں آگے ہی ہو جائے۔ بس اخلاص ہونا چاہئے' وہاں تو اسی کو دیکھا جاتا ہے اور اسی کی قدر ہے' سچ کہتا ہوں کہ اگر کسی کو اخلاص کے ساتھ قاعدہ پڑھانے کی توفیق ہو جائے تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا' ورنہ کتنے اہل علم اور ذی استعداد مارے مارے پھر رہے ہیں' میں تم لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ کبھی اس بات کے پیچھے نہ پڑنا کہ ہم کو فلاں کتاب پڑھانے کو مل جائے اور ہم اس کے حق دار ہیں' ہم تو ایسی صلاحیت کے مالک ہیں اور فلاں کتاب پڑھا سکتے ہیں۔

بڑی کتاب پڑھا لینا کوئی فخر و کمال کی بات نہیں:

فرمایا کہ آج کل اس میں بڑا فخر سمجھا جاتا ہے کہ فلاں صاحب بڑی کتابیں پڑھاتے ہیں' بڑی اچھی استعداد ہے' تقریر بڑی اچھی کرتے ہیں' ہر فن کی ہر کتاب پڑھا سکتے ہیں اور فلاں نے فلاں حدیث پر تین روز تک تقریر کی' بس اسی کو بڑا کمال سمجھا جاتا ہے' مگر یہ سب عموماً دکھلانے کے لئے ہوتا ہے تاکہ لوگ تعریف کریں کہ ارے فلاں صاحب بہت اچھا پڑھاتے ہیں' ان کا بڑا نام ہوتا ہے' اس سے نفس خوش ہوتا ہے' ایسا شخص اگر قیامت تک درس دیتا رہے' تفسیر حدیث اور فقہ پڑھاتا رہے تب بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے پڑھانے کی کوئی قدر نہیں' وہاں تو قدر خلوص کی ہے۔

میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اچھا پڑھانا نہیں چاہئے' طالب علم کو سمجھانا نہیں چاہئے' ضرور سمجھانا

چاہئے' اور خوب اچھی تقریر کرنا چاہئے' لیکن نام کے لئے نہیں' بلکہ اللہ کی رضا کے لئے اور اس لئے کہ طالب علم کا حق ہے' ان کو سمجھانا ہمارے ذمہ ضروری ہے' طلبہ کے جس طرح اور حقوق ہیں' یہ بھی ایک حق ہے کہ طالب علم کو کتاب اچھی طرح سمجھا دی جائے۔

کتاب کے پڑھانے میں جھگڑا:

علامہ شعرانی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ یہ بھی طالب علم کی کوتاہی ہے کہ استاد کی غیر موجودگی میں اس کی حرمت وعظمت کا لحاظ نہ کرتا ہو' اگر استاد کا انتقال ہوجائے تو اس کے وظیفہ یا اس کے قیام گاہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو' اور استاذ کی اولاد سے ان امور میں مقابلہ کرتا ہو اور اپنے کو ان سے زیادہ حق دار سمجھتا ہو۔

آج کل تو کسی استاد کے انتقال کے بعد اس کی کتابوں میں جھگڑا ہوتا ہے' ہر شخص پڑھانے کا خواہش مند ہوتا ہے' مطالبہ کرتے ہیں کہ فلاں کتاب ہم کو ملنی چاہئے اور اسی میں استاذ زادوں سے جھگڑا کرتے ہیں' حالانکہ اس طرح خواہش اور مطالبہ کے بعد اگر کتاب پڑھانے کو مل بھی جائے تو اس کے پڑھانے میں برکت نہیں ہوتی اور جو فیض ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ کی نصرت اٹھ جاتی ہے' البتہ اگر بڑے فیصلہ کردیں اور بڑے ہی کوئی کتاب دیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں' پھر اس کے پڑھانے کی برکت ہی کچھ اور ہوتی ہے' لیکن اپنی طرف سے چاہت نہ ہونا چاہئے۔

مدرسین کی ریاکاری اور دل کا چور:

فرمایا کہ آج کل بڑی کتابوں کے پڑھانے پر فخر کیا جاتا ہے اور مدرسین میں عام طور پر ریاکاری پائی جاتی ہے' اگر کوئی ان سے پوچھے کہ کیا پڑھاتے ہو؟ تو سب سے پہلے بڑی کتاب کا نام لیں گے' چھوٹی کتابوں کا یا تو نام ہی نہ لیں گے یا سب سے اخیر میں لیں گے' بڑے بڑے لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں' بس اسی کی تمنا رہتی ہے کہ بڑی کتابیں پڑھانے کو مل جائیں' یہ ریاکاری نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا اس کو اخلاص کہا جائے گا؟

اللہ تعالیٰ کے یہاں خلوص کی قدر ہے:

فرمایا کہ اگر اخلاص کے ساتھ کوئی علم حاصل کرتا ہے تو بخاری اور جلالین شریف وہ پڑھائے یا نہ پڑھائے' اللہ تعالیٰ دین کا کام اس سے ضرور لے گا' دین کا کام بڑی کتابوں کے پڑھانے پر موقوف نہیں' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ یہ نہ پوچھے گا کہ بخاری شریف پڑھائی تھی یا نہیں؟ بلکہ وہاں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس نے اخلاص سے دین کی خدمت کی' کتنے محدث بخاری اور جلالین پڑھانے والے ایسے ہوں گے جو کل قیامت کے روز ناظرہ اور قاعدہ بغدادی پڑھانے والوں کا دامن پکڑ رہے ہوں گے' کہ ہمارے لئے سفارش کردو' ان کی سفارش سے ان کا بیڑہ پار ہوگا۔ فرمایا کہ کتنے حدیث پڑھانے والے ایسے ہوں گے جو کل پریشان ہوں گے اور ناظرہ پڑھانے والوں کا دامن پکڑ رہے ہوں گے' اصل چیز تو اخلاص ہے' سچ کہتا ہوں اخلاص کی بنا پر قاعدہ بغدادی پڑھانے والا بخاری شریف پڑھانے والوں سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ کسی علاقہ میں لوگ ان پڑھ ہیں' کچھ جانتے ہی نہیں' کلمہ تک سے ناواقف ہیں تو ایسی جگہ کتاب اور استعداد کو دیکھا جائے گا یا ان کے دین کو بچانے کے لئے الف' با' تا شروع کیا جائے گا۔

تکبر کے ہوتے ہوئے آدمی میں کوئی کمال نہیں:

فرمایا کہ تکبر کے ہوتے ہوئے انسان میں کوئی خوبی نہیں' کسی کی استعداد اچھی ہو' کتابیں اچھی طرح پڑھا لیتا ہو' اس سے کیا ہوتا ہے' جب تک اس کے اندر تکبر موجود ہے سب اس کے لئے بیکار ہے' مگر افسوس کہ دینی مدارس میں اس کی طرف سے بڑی غفلت ہو رہی ہے' کوئی روک ٹوک نہیں' اصلاح کی کوئی کوشش نہیں' اس کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں دلاتا' یہی وجہ ہے کہ یہ مرض کم وبیش ہر ایک میں پایا جاتا ہے' ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے' ایسے لوگ جہاں بھی جاتے ہیں فتنہ برپا کرتے ہیں' جس مدرسہ میں پہنچے فساد شروع ہوگیا' مدرسہ کو برباد کرکے رکھ دیتے ہیں' سارے رذائل موجود' تکبر موجود اور بن گئے شیخ الحدیث' شیخ التفسیر' حدیث پڑھائیں گے تو لمبی چوڑی تقریر کریں گے' اقوال بیان کریں گے' لیکن علم سے بالکل کورے' اسی وجہ سے مدارس سے خیر اٹھتی چلی جارہی ہے' فساد بڑھتا جارہا ہے' کیونکہ اہلیت ہے نہیں اور منصب سنبھال لیا اور تکبر کے ہوتے ہوئے اہلیت کیسے ہوسکتی ہے؟ حدیث شریف میں ہے: جب معاملہ کسی نااہل کے سپرد کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

تکبر تمام فساد کی جڑ ہے:

فرمایا کہ تکبر تمام فسادات کی جڑ ہے' جس کے اندر تکبر ہوتا ہے' اس کی وجہ سے فساد ہی فساد ہوتا ہے' اور تکبر بڑی مشکل سے دور ہوتا ہے' بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں' اور اس میں دھوکا بہت ہوتا ہے' وہ سمجھتا ہے کہ میرے اندر تکبر نہیں ہے' حالانکہ اس میں تکبر ہوتا ہے' بلکہ یہ سمجھنا کہ میں تکبر سے پاک ہوں یہ خود تکبر ہے' وہ کسی بزرگ کی جوتیاں سیدھی کرنے' وضو کرانے سے سمجھتا ہے کہ میں متکبر نہیں ہوں' ظاہری تواضع برتنے سے خیال کرلیتا ہے کہ میرا تکبر ختم ہوگیا' حالانکہ ابھی تکبر موجود ہوتا ہے' یہ بڑی مشکل سے جاتا ہے' اور جس کے اندر سے واقعی تکبر زائل ہوگیا' پھر ایسے شخص میں خیر ہی خیر ہے' وہ کہیں بھی جائے گا اس

کی وجہ سے فساد نہیں بلکہ صلاح کے دروازے کھلیں گے' وہ اس کو پسند ہی نہ کرے گا کہ میری وجہ سے فساد ہو' وہ سب کچھ برداشت کرلے گا' لیکن فساد کو برداشت نہیں کرے گا۔

تکبر کا مرض عام طور پر لوگوں میں پایا جاتا ہے' خانقاہ میں رہنے والوں اور بزرگوں کی خدمت کرنے والوں میں بھی پایا جاتا ہے' وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو حضرت کے خادم ہیں' جلوت وخلوت میں ساتھ ہیں' وضو کراتے ہیں' پیر دباتے ہیں' مقرب ہیں' لیکن تکبر کا ناسور ان میں ہوتا ہے' جو اندر ہی اندر ان کو تباہ کرتا رہتا ہے' محض خانقاہوں میں رہنے سے کچھ نہیں ہوتا' جب تک کہ آدمی خود اپنی اصلاح کی کوشش نہ کرے اور بعض خدام نہ معلوم اپنے کو کیا سمجھنے لگتے ہیں' ایسی دلخراش بات کرنے لگتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! ان کو سیدھے منہ بات کرنا ہی نہیں آتا' یہ اسی تکبر کا نتیجہ ہے' ان کا تکبر بڑھتا رہتا ہے اور ازالہ کی فکر نہیں ہوتی ہے' وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایسے بڑے شیخ کے مقرب ہیں کہ اب اصلاح کی کیا ضرورت؟

تکبر کا علاج اور قلب کی صفائی کی ضرورت:

فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ بعض امراض غیر اختیاری طور پر پیدا ہو جاتے ہیں' لیکن مرض کا علم ہو جانے کے بعد اس کا علاج بھی تو کرنا چاہئے' تکبر اگر پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا بھی علاج ہے' کیا جسمانی امراض مثلاً بخار کا علاج ہو سکتا ہے اور تکبر کا نہیں ہو سکتا؟ اگر ظاہر کو صاف کیا جائے تو وہ صاف ہو جاتا ہے' باطن کو اگر صاف کیا جائے تو کیوں نہ صاف ہوگا' جھاڑو سے اگر صحن صاف کیا جائے تو صاف ہو جاتا ہے' کپڑا اگر گندا ہو جائے تو صابن سے صاف ہو جاتا ہے' کیا قلب ہی ایک ایسا ہے کہ جو صاف کرنے سے صاف نہیں ہوگا؟ ہرگز نہیں' لیکن کوئی ہو تو صفائی کرنے والا' عجیب بات ہے کہ جتنا زیادہ علم بڑھتا جاتا ہے' اتنی ہی بداخلاقی بڑھتی جاتی ہے' باطنی امراض میں زیادتی ہوتی جاتی ہے' اس کا بھی تو علاج کرنا چاہئے' آج کل اس کی طرف توجہ نہیں' اسی لئے محرومی ہی محرومی ہے' جدھر دیکھو تاریکی ہی تاریکی ہے' ہمیشہ یاد رکھو کہ کبھی اپنے آپ کو کسی سے اچھا نہ سمجھو' کسی کا حال کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے اور کیا بننے والا ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کا حال' صبر وتحمل' تواضع کی ترغیب:

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ' حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے مرید ہیں' ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس خط لکھا کہ بہت عرصہ سے حالات کی اطلاع نہیں ملی' حضرت گنگوہیؒ نے جواب دیا کہ میرے اور کچھ حالات نہیں' حضرت کی دعا کی برکت سے الحمدللہ! یہ بات حاصل ہے کہ مادح وذام دونوں میرے نزدیک برابر ہیں' کوئی تعریف کرے یا برائی کرے اس کا مجھ پر مطلق اثر نہیں ہوتا' دونوں میرے لئے یکساں ہیں' ایسا بھی نہیں کہ اگر کسی نے تعریف کردی تو پھولے نہ سمائے' اور یہ بھی نہیں کہ اگر کسی نے برائی کردی تو آپے سے باہر ہوگئے' جس کو یہ بات حاصل ہو جائے اور جس کا مزاج ایسا بن جائے تو واقعی بڑی نعمت ہے' جس کو یہ حاصل ہو گیا' اسے بہت کچھ حاصل ہو گیا' انسان کا اصل جوہر یہی ہے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کسی نے تعریف کردی تو پھر دیکھو مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے اور اگر کسی نے مذمت کردی تو پھر دیکھو کیسے بچھولے لیتے ہیں' کیسے تیور بدلتے ہیں' آنکھیں لال پیلی ہونے لگتی ہیں کہ مجھے ایسا کہہ دیا؟ مجھے سمجھا کیا ہے؟

ارے ان باتوں میں کیا رکھا ہے' دریا بنو' کسی کے کہنے کی فکر نہ کرو' اپنا کام کئے جاؤ' کوئی تعریف کرے یا برائی' کچھ پرواہ نہ کرو' اپنے کام سے کام رکھو' نہ کسی کی تعریف کرنے سے پھول جائے گا اور نہ کسی کی برائی کرنے سے تم برے ہو جاؤ گے' عالی ظرف بنو' دریا اور سمندر بن جاؤ' جس طرح سمندر میں اینٹ گرے' پتھر گرے' کنکر گرے' سب اندر چلا جاتا ہے' اسی طرح تم کو بھی اگر کوئی کچھ کہے' اس کا کچھ بھی اثر نہ لو' سب ہضم کر جاؤ' دوسروں کی سخت باتوں کو برداشت کرنے کی عادت ڈالو۔

کس مولوی سے فساد ہوتا ہے؟

فرمایا کہ طلبہ کو اپنی اصلاح کی فکر تو ہوتی نہیں' بس یہ فکر رہتی ہے کہ سند مل جائے اور اپنے متعلق خود ہی یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ میں محقق ہوں' علامہ ہوں' قطب ہوں' ابدال ہوں' وقت کا مصلح بھی ہوں' حالانکہ بات ماننے تک کا بھی اس میں جذبہ نہیں ہے' ایسے شخص سے تو بجائے اصلاح کے فساد ہی فساد ہوتا ہے' اگر کسی مدرسہ میں کوئی کتاب بھی پڑھائے گا تو اس سے بھی فساد ہوگا' وہ بات کرے گا تو اس میں بھی فساد ہوگا' کیونکہ خود اس کے اندر فساد موجود ہے' اس کے برخلاف جس کے اندر بات ماننے کا جذبہ ہے' وہ نفسانی اور من مانی نہیں کرتا' نفس کے خلاف ہو یا موافق' ہر حال میں بات مانتا ہے' جو کچھ کہہ دیا جائے' عمل کرنے کو تیار رہتا ہے' خواہ کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو' تو ایسا شخص جہاں بھی جائے گا' اس سے اصلاح ہوگی' اس کی ذات سے فساد اور توڑ نہیں ہوتا' بلکہ جوڑ ہوتا ہے' اس کی طبیعت گوارا ہی نہیں کرتی کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف ہو' یا میں فساد کا ذریعہ بنوں' وہ سب کچھ گوارا کرلے گا' مگر فتنہ وفساد اس کو گوارا نہ ہوگا۔

فرمایا کہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ جن کی

استعداد بھی بنتہ ہے، لیکن ان کے اعمال صحیح نہیں، ان کی نیت میں فساد ہے، جس کی وجہ سے وہ کسی کام کے نہیں رہتے، مارے مارے پھرتے ہیں۔

نہ دوسروں سے بدگمانی کرے، نہ بدگمانی کا موقع دے:

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اعتکاف فرمایا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ملاقات کے لئے تشریف لائیں، تھوڑی دیر بات چیت کی اور واپس جانے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی نہ کرو، دروازہ تک میں ساتھ چلتا ہوں، آپ ﷺ دروازہ تک پہنچے گئے، سامنے دیکھا تو دو صحابہ رضی اللہ عنہما نظر آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ: یہ صفیہ ہیں، کوئی اور نہیں، ان صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے بارے میں کوئی غلط گمان کرسکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موقع تو ایسا ہے، شیطان انسان کے جسم میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون رگوں میں چلتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ تمہارے دل میں شیطان وساوس نہ پیدا کردے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث کے تحت حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ نے بڑے تعجب سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر کیسے کوئی گمان کرسکتا ہے؟ مسلمان کے ساتھ تو بدگمانی کرنا جائز نہیں، نبی اور پیغمبر کے ساتھ اگر کوئی بدگمانی کرے تو وہ مسلمان ہی نہ رہے گا، خواہ کتنے ہی حج کرے، نمازیں پڑھے، زکوٰۃ دے، کچھ بھی کرے، جب نبی کے ساتھ بدگمانی ہے تو وہ مسلمان نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، لیکن موقع تو بدگمانی کا ہے، امت کو سبق سکھلانے کے واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قسم کا موقع آئے تو بدگمانی دور کردینا چاہئے۔

دوسروں کے لئے حکم تو یہی ہے کہ کسی سے بدگمانی نہ کرے اور خود کے لئے حکم ہے کہ بدگمانی والا کام نہ کرے اور اگر ایسا کوئی موقع آئے تو صاف کہہ دے کہ حقیقت یہ ہے تاکہ لوگوں کو غلط فہمی نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرز عمل سے یہی سکھلایا ہے کہ ایسا کوئی کام جس سے دوسروں کو بدگمانی ہوسکتی ہو، بتلادینا چاہئے۔ مثال کے طور پر مدرسہ کا ذمہ دار ہے اس نے لوگوں کی دعوت کی یا اس کے دسترخوان میں قسم قسم کے کھانے ہیں، بدگمانی ہوسکتی ہے کہ مولویوں کی اتنی قلیل تنخواہ، اس قدر کہاں سے خرچ کررہے ہیں؟ کاروں میں گھوم رہے ہیں؟ عالی شان بلڈنگ میں رہ رہے ہیں؟ جب بدگمانی کا موقع ہو تو کہہ دے کہ فلاں نے دعوت کی تھی یا فلاں نے انتظام کیا ہے، گاڑی میری نہیں ہے بلکہ فلاں کی ہے، میں اس میں سفر کررہا ہوں، فرسٹ کلاس، ایئر کنڈیشن کا ٹکٹ فلاں نے بنوادیا۔ اگر اس قسم کی کسی بدگمانی کا خطرہ ہو تو اس کو واضح کردینا چاہئے۔

☆☆..............☆☆

کفر پر موت: دائمی عذاب کا سبب

ارشاد ربانی: ”بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور کافر رہتے ہوئے ہی مرگئے، انہیں پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، ہمیشہ اسی لعنت (جہنم) میں رہیں گے نہ ہلکا ہوگا ان پر عذاب اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ (البقرہ:۱۶۱، ۱۶۲)

حالت کفر میں موت آنا انسان کے لئے سب سے بڑی بدنصیبی کی بات ہے، جس کی تلافی آخرت میں کسی طرح بھی نہ ہوسکے گی، اس لئے ہر شخص کو آخری سانس تک ایمان اور عمل صالح پر ثابت قدم رہنے کی کوشش رکھنی چاہئے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اہل ایمان سے ارشاد فرمایا: ”اور ہرگز مت جان دینا، مگر دین اسلام پر۔“ (آل عمران:۱۰۱) اور حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام نے اپنے بچوں کو جو وصیت کی، اسے بھی قرآن پاک میں نقل کیا گیا: ”اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے، سو تم اسلام کے علاوہ اور کسی حالت پر جان مت دینا۔“ (البقرہ:۱۳۲)

لہٰذا لازم ہے کہ ہر انسان بالعموم اور ہر مسلمان بالخصوص اپنے آپ کو کفر و شرک کے اثرات، رسومات اور طور طریقوں سے بچانے کی کوشش کرے۔

نیکی اور بدی کی پہچان:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر سوال پوچھا کہ: گناہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی عمل کے بارے میں تمہارے دل میں دغدغہ پیدا ہو تو اس کام کو چھوڑ دو، پھر اس شخص نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر تمہارا برا عمل تمہیں برا لگے (یعنی گناہ سے دل میں انقباض محسوس ہو) اور تمہارا نیک عمل تمہیں خوش کرے (یعنی اچھے عمل سے طبیعت میں بشاشت پیدا ہو) تو تم مومن ہو۔ (مجمع الزوائد)

حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مومن کا ضمیر ایسا ہونا چاہئے جو خود بخود اچھے برے عمل کی تمیز کرسکے، پھر اس کے مطابق آدمی عمل کیا کرے، ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ضمیر بھی مردہ ہوجائے اور اچھے برے عمل کا امتیاز ہی جاتا رہے تو یہ کیفیت ایمان کے لئے خطرناک ہے۔

حضرت امیر مرکزیہ کا دورہ کراچی

محمد اطہر عظیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ' خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین' خواجہ خواجگان' شیخ المشائخ' حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی کی دعوت پر پانچ روزہ دورے پر ہفتہ کے روز سہ پہر چار بجے کراچی پہنچے تو ایئرپورٹ پر حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے مریدین' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان اور علمائے کرام کی ایک بڑی تعداد نے ان کا پرجوش استقبال کیا جن میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ' حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ' حضرت مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا مدظلہ' حضرت مولانا قاری فیض اللہ چترالی مدظلہ' حضرت مولانا قاضی احسان احمد' حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا تقی الدین شاجری' قاری محمد اقبال' محمد انور اور دیگر شامل تھے۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ ان کے صاحبزادگان حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ اور حضرت صاحبزادہ نجیب احمد مدظلہ بھی تھے۔ ان حضرات کو ایک قافلہ کی شکل میں دفتر ختم نبوت لایا گیا جہاں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی۔ اتوار کے دن حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ بھی کراچی تشریف لے آئے۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے کراچی میں اپنے قیام کے دوران روزانہ بعد نماز فجر صبح سوا چھ بجے مراقبہ کروایا جبکہ آپ کی عمومی مجلس نماز عصر سے نماز مغرب کے دوران منعقد ہوتی رہی جس میں علمائے کرام اور عوام الناس کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے ملاقات کی۔

کراچی میں قیام کے دوران حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ سے قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے دفتر ختم نبوت کراچی میں ملاقات کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا ناموس رسالتؐ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان میں امت کی وحدت اور ملی یکجہتی کے لئے ختم نبوت ہمیشہ غیر متنازعہ فورم ثابت ہوا ہے۔ ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملتان' کراچی' اسلام آباد' حیدرآباد' سکھر' میرپورخاص' کوئٹہ' ٹنڈوآدم سمیت ملک کے تمام اہم شہروں میں مارچ' احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں منعقد ہوئیں جن میں لاکھوں عوام نے شرکت کر کے ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت سے اپنی دلی وابستگی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ خصوصاً ملتان اور کراچی میں تحفظ ناموس رسالتؐ کے عنوان سے عظیم الشان اجتماعات کے انعقاد پر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ متحدہ مجلس عمل ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھرپور ساتھ دے گی۔ اس موقع پر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی' حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ' حضرت صاحبزادہ نجیب احمد مدظلہ' حضرت مولانا حماد اللہ شاہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی مدظلہ'

حضرت مولانا ظہور رحمانی مدظلہ‘ حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ‘ حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ‘ حضرت حافظ محمد سعید لدھیانوی مدظلہ‘ حضرت مولانا مولانا محمد علی صدیقی‘ حضرت مولانا قاضی احسان احمد‘ ڈاکٹر نصیر الدین سواتی‘ مولانا محمد غیاث‘ رانا محمد انور‘ حاجی ادریس بھی موجود تھے۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا دورہ کیا۔ اس موقع پر آپ نے جامعہ کے رئیس حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی‘ نائب رئیس حضرت مولانا سیّد سلیمان بنوری مدظلہ اور جامعہ کے دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ دوران ملاقات حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی حضرت اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ میرے استاد محترم ہیں۔ ان سے میں نے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل‘ سورت میں پڑھا ہے۔ حضرت مولانا بنوریؒ دو مرتبہ خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لائے اور ہماری خانقاہ کے ماحول اور کتب خانہ کو بہت ہی پسند فرمایا۔ حضرت مولانا بنوریؒ کے استاد امام العصر حضرت اقدس علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی دارالعلوم دیوبند سے ہماری خانقاہ میں آئے اور جب کتب خانہ دیکھا تو دو روز خانقاہ میں قیام فرمایا اور ہمارے کتب خانے سے چند کتابیں اپنے ہمراہ دارالعلوم دیوبند لے گئے اور مطالعہ کے بعد واپس فرمائیں۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے گلشن اقبال میں اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کی نئی شاخ میں دعا کروائی۔ اس موقع پر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی‘ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ‘ حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ‘ حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ‘ حضرت صاحبزادہ نجیب احمد مدظلہ‘ حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ‘ حضرت حافظ محمد سعید لدھیانوی مدظلہ اور حضرت مولانا محمد علی صدیقی بھی حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ تھے۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ سے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی کی قیادت میں مولانا سعید اسکندر‘ مولانا یوسف عبدالرزاق‘ قاری محمد اقبال پر مشتمل ایک وفد نے خصوصی طور پر دفتر ختم نبوت میں بھی ملاقات کی۔ حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی سے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی تقریباً دو گھنٹے تک حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ رہے۔

سندھ سے متحدہ مجلس عمل کے نومنتخب سینیٹر اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے رہنما حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ اس سے قبل حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کا بیعت کا تعلق حضرت اقدس مولانا عبدالکریم بیر شریف رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔

کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہونے والے ’’تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ‘‘ کی انتظامی کمیٹی کے اراکین حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی‘ حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ‘ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان‘ حضرت مولانا محمد احمد مدنی مدظلہ‘ حضرت مولانا مفتی عبدالحمید ربانی‘ حضرت مولانا قاضی احسان احمد‘ قاری محمد عثمان‘ قاری عبدالماجد پر مشتمل ایک وفد نے بھی حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی۔

ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا ناموس رسالت کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان میں امت کی وحدت اور ملی یکجہتی کے لئے ختم نبوت ہمیشہ غیر متنازعہ فورم ثابت ہوا ہے۔ متحدہ مجلس عمل ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھرپور ساتھ دے گی۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد خاتم النبیین میں حاضری دی اور مسجد سے متصل شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کی قبور پر بغرض ایصال ثواب تشریف لے گئے۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد مصطفیٰ گلشن اقبال' دارالعلوم زکریا الخیریہ فیڈرل بی ایریا اور مدرسہ انوارالصحابہ گلشن اقبال کا دورہ کیا۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ نے مختلف ایام میں دارالعلوم یوسفیہ کے مہتمم' شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے صاحبزادے اور نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ کی جانب سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے ظہرانے میں' اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر اور نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ' اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر حضرت مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا مدظلہ اور جناب کیپٹن خالد صاحب کی جانب سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے عشائیوں میں شرکت کی۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ حاجی شاہ نواز کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ اس موقع پر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی' حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ' حضرت صاحبزادہ نجیب احمد مدظلہ' حضرت مولانا امان اللہ خالدی مدظلہ' حضرت مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا مدظلہ' حضرت مولانا محمد احمد مدنی مدظلہ' حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا مفتی محمد بن مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ حضرت حافظ محمد سعید لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مدظلہ' حافظ محمد عتیق الرحمٰن لدھیانوی' حضرت مولانا محمد علی صدیقی' حضرت مولانا قاضی احسان احمد' رانا محمد انور بھی موجود تھے۔

کراچی میں قیام کے دوران علمائے کرام اور عوام الناس کی ایک بڑی تعداد نے حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کراچی کے پانچ روزہ انتہائی کامیاب دورے کے اختتام پر بدھ کی صبح سات بجے بذریعہ ہوائی جہاز ملتان روانہ ہوگئے۔ حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ آپ کے صاحبزادگان حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ' حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ اور حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ بھی ملتان تشریف لے گئے' جبکہ حضرت صاحبزادہ نجیب احمد مدظلہ اسلام آباد روانہ ہوگئے۔ ایئرپورٹ پر علمائے کرام' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان اور حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے مریدین کی ایک بڑی تعداد نے ان حضرات کو الوداع کہا' جن میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی' حضرت مولانا رب نواز مدظلہ العالی' حضرت قاری عبدالرشید مدظلہ العالی' حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ' حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا محمد علی صدیقی' حضرت مولانا قاضی احسان احمد' رانا محمد انور بھی شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے انفاس طیبات میں برکت فرمائے' آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر باقی رکھے اور عقیدۂ ختم نبوت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے آپ کی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ملتان' کراچی' اسلام آباد' کوئٹہ' حیدرآباد' سکھر سمیت ملک کے تمام اہم شہروں میں مارچ' احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں منعقد ہوئیں جن میں لاکھوں عوام نے شرکت کرکے ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت سے اپنی دلی وابستگی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ

آئینہ خرافات

افتخار احمد' جرمنی

مرزا غلام احمد قادیانی نے محدث' مجدد' امام مہدی' نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر ایسا بے ہودہ اور شرم ناک الزام لگایا' جسے پڑھ کر نہ صرف سر شرم سے جھک جاتا ہے' بلکہ عقل انسانی بھی ایسی گندی ذہنیت رکھنے والے شخص کے دعوؤں پر مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھتے ہیں:

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں' مجھے عیسیٰ بنایا گیا' پس اسی طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۹' ص:۵۰' از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا ایک صحبت یافتہ قاضی یار محمد اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا' سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔'' (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴ از قاضی یار محمد قادیانی)

شاید شیطان نے ایک انتہائی بارعب' وجیہہ اور طاقتور پہلوان نما شخصیت کے روپ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ورغلایا اور قادیان کے کھنڈرات میں لے جا کر اپنی رجولیت کی طاقت کا اظہار کیا ہو اور یوں جب مرزا غلام احمد قادیانی کے جذبات کو تسکین ہو گئی' تو مرزا قادیانی نے اسے اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا۔

جب سے یہ کائنات تخلیق ہوئی ہے' گھٹیا سے گھٹیا ذہنیت رکھنے والے کسی شخص نے بھی اللہ تعالیٰ کی پاک ہستی پر ایسا کفریہ الزام نہیں لگایا' یہ ذلت بھی مرزا غلام احمد قادیانی ہی کو نصیب ہوئی' جس کا صلہ اسے دنیا میں اس صورت میں ملا کہ آخری سانس اپنی ہی نجاست کے ڈھیر پر لیا۔ (بحوالہ ''سیرت المہدی'' از مرزا بشیر احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی' اور ''حیات طیبہ'' از مربی شیخ عبدالقادر سابق سوداگرمل)

مرزا غلام احمد قادیانی کے آنجہانی ہونے کے بعد پہلے گدی نشین حکیم نور الدین جن کو قادیانی جماعت ''خلیفہ اوّل'' کے نام سے پکارتی ہے اور جن کے بارے میں خود مرزا غلام احمد قادیانی اور پھر ان کے بیٹے یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ انتہائی گندے شخص تھے جو مدتوں نہیں نہاتے تھے' ایسے بدبودار ''قادیانی خلیفے'' گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ بحکم الٰہی گھوڑا جو کہ ایک وفادار جانور ہے' بدکا' ''خلیفہ'' جی کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا' گھوڑا سرپٹ دوڑتا رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکا ڈالنے والی جماعت کے ''خلیفہ'' کی ہڈیاں چٹخاتا رہا' جب گھوڑا رکا تو قدرت اپنا حساب پورا کر چکی تھی' زخموں نے ناسور کی صورت اختیار کر لی اور ''خلیفہ'' جی بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتے رگڑتے عذاب الٰہی دنیا ہی میں جھیلتے ہوئے ملک عدم سدھار گئے۔

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا عیاش بیٹا مرزا بشیر الدین محمود احمد جسے قادیانی جماعت ''فضل عمر'' اور ''خلیفہ ثانی'' کے نام سے جانتی ہے' عین عالم شباب میں ''جماعتی خلیفہ'' بنا تو اس جنسی بھیڑیے نے قادیان اور بعد میں چناب نگر (ربوہ) آ کر ایسی ایسی گھناؤنی حرکتیں کیں کہ خود شرم بھی شرما گئی' ان کی رہائش گاہ جسے قصر خلافت کا نام دیا گیا تھا' قصر خباثت کہلائی' وہ تمام لوگ جو ان واقعات کے عینی شاہد ہیں' بتاتے ہیں کہ قصر خلافت میں صرف عقیدتوں کا خراج ہی

بھینٹ نہیں چڑھا‘ بلکہ مختلف حیلے‘ بہانوں سے یہاں عصمتیں بھی لٹتی رہیں‘ اس ’’مقدس عیاش‘‘ نے شکار گرفت میں لانے کی خاطر نہایت دلکش پھندے لگا رکھے تھے‘ اسے معصوم لڑکیوں کو رام کرنے کا ایسا سلیقہ آتا تھا کہ اس کے عشرت کدے ’’قصر خلافت‘‘ میں زیارت کو جانے والی بہت ساری عورتیں اپنا شباب لٹا اور عزت گنوا کر آئیں۔ عورتیں تو ایک طرف اس ظالم نے مرد اور نوجوان بھی نہیں چھوڑے‘ خدائے برتر ایسے انسان کو کبھی معاف نہیں کرتے‘ جنہوں نے مذہب کی آڑ میں عصمتوں پر ڈاکے ڈالے ہوں‘ اس نام نہاد خلیفہ کی بدکرداریوں پر قادیانی جماعت کے اپنے ہی لوگوں کے تبصرے‘ اعداد و شمار‘ شواہد‘ حلفی بیانات‘ مباہلے‘ قسمیں اور حکومت کو درخواستیں ایسی ہیں کہ انسان اس ’’فضل عمر‘‘ کو صدی کا سب سے بڑا بدکردار سمجھنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی اس پر اس کے گناہوں کے مطابق نازل ہوا اور زندگی کے آخری بارہ سال میں بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مثال عبرت بن گیا۔ انہی آخری ایام میں اُسے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس کی شکل وصورت کسی جنونی پاگل جیسی تھی‘ فالج کی وجہ سے سر ہلاتے‘ بکری کی طرح منمناتے‘ سر کے بال جو کہ نہ ہونے کے برابر تھے اور داڑھی کو نوچتے‘ بستر پر کی گئی اپنی ہی نجاست سے ہاتھ منہ بھر لیا کرتے تھے‘ ان کے اپنے ہی ایک بیان پر کہ جماعت میں اٹھانوے فیصد منافق شامل ہیں‘ اس پر جماعت کو ان کے پاگل ہونے کی افواہ اڑانا پڑی‘ ایک لمبا عرصہ اذیت اٹھانے کے بعد جب دنیا سے رخصت ہوئے تو لمبا عرصہ ایک ہی حالت میں لیٹنے کی وجہ سے لاش اکڑ کر گویا مرغے کا چرغہ بن چکی تھی‘ ٹانگوں کو رسیوں سے باندھ کر بمشکل سیدھا کیا گیا اور چہرے پر گھٹنوں ماہرین سے خصوصی میک اپ کروا کر مرکری بلبوں کی تیز روشنی میں لاش کو اس طرح رکھا گیا کہ چہرے پر مصنوعی نور نظر آئے (اللہ تعالیٰ ایسے انجام اور ایسے قادیانی نور سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے‘ آمین)۔ تدفین کے بعد عزیز و اقارب اور پوری جماعت نے سکھ کا سانس لیا۔

موروثی وراثت اور چندوں کے نام پر لوٹنے کا سلسلہ جاری رکھنے کی خاطر انہی کے بڑے بیٹے مرزا ناصر احمد تیسرے گدی نشین ہوئے۔ ظالم‘ بے رحم اور مسکراہٹ سے عاری‘ سپاٹ چہرے والے یہ قادیانی ’’حضور‘‘ بہت بڑے کبوتر باز اور گھڑ دوڑ کے رسیا تھے‘ ان کے اس شہنشائی شوق نے چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں گھڑ دوڑ کے دوران ایک غریب شخص کی جان بھی لے لی۔ ’’جماعتی خلیفہ‘‘ بننے کے بعد ان کے سینکڑوں کبوتروں کو چناب نگر کے ٹی آئی کالج جہاں کے وہ پرنسپل ہوا کرتے تھے‘ سے قصر خلافت منتقل کرنے کا معاملہ کافی دنوں تک ایک دلچسپ مسئلہ بنا رہا‘ قادیانی جماعت کے بڑے اس شوق کو ’’خلیفہ‘‘ کی شان کے خلاف سمجھتے تھے‘ جبکہ مرزا ناصر احمد اپنے کبوتروں سے جدا نہیں ہونا چاہتے تھے۔ چناب نگر ہی کے مولوی تقی نے اس پر بڑا دلچسپ تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ’’یہ مغل کوئی ’’بازی‘‘ ترک کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔‘‘ یہاں ’’مغل‘‘ سے مراد مرزا ناصر تھے۔

اٹھتر (۷۸) سال کی عمر میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی ایک اٹھائیس سالہ طالبہ کو یہ کہتے ہوئے اپنے عقد میں لے لیا کہ: ’’آج دولہا اپنا نکاح خود ہی پڑھائے گا۔‘‘ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس طالبہ پر خود مرزا ناصر کے اپنے بیٹے مرزا لقمان نے ڈورے ڈال رکھے تھے‘ نتیجتاً دونوں باپ بیٹوں میں باقاعدہ ایک مخاصمت کا آغاز ہوگیا‘ چڑھتی دھوپ اور ڈھلتی چھاؤں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی دوڑ تھی جو تجربے نے جیتی۔ لال لگام والے بوڑھے عاشق نے اپنے ازکار رفتہ اعضاء میں جوانی کی امنگیں بھرنے کے لئے ’’خلیفہ‘‘ نورالدین جو کہ حکیم بھی تھے‘ کے بنائے گئے نسخے ’’زوجام عشق‘‘ کے علاوہ دوسرے حکماء کے کشتوں کا استعمال شروع کیا جو راس نہ آیا اور جسم پھول کر کپا ہوگیا اور آناً فاناً اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ کر کشتوں ہی کی آگ میں جھلس کر ملک عدم سدھار گئے۔

منہ میں پان‘ ہاتھ میں چھڑی‘ لیڈیز سائیکل پر گھومنے والے مرزا طاہر احمد جب جماعت کے چوتھے گدی نشین ہوئے تو ان کے سوتیلے بڑے بھائی مرزا رفیع احمد اس گدی نشینی کو اپنا حق سمجھتے ہوئے سراپا احتجاج بن کر اپنے حواریوں سمیت سڑکوں پر آگئے‘ جنہیں بزور قوت اپنے گھروں میں دھکیل دیا گیا۔ مرزا طاہر احمد جو اپنے گدی نشین ہونے کی سودے بازی اپنی بیٹی کا رشتہ مرزا ناصر احمد کے آوارہ اور عیاش بیٹے مرزا لقمان کو بہت پہلے دے کر کر چکے تھے‘ اپنے ہدف پر آسانی سے پہنچ گئے۔ فرعونی عادات کے مالک مرزا طاہر احمد کی کسی کی بات نہ ماننے کی شروع ہی سے عادت تھی‘ اس عادت نے نہ صرف خود انہیں بلکہ پوری قادیانی جماعت کو دنیا بھر میں ذلیل کیا۔ زبان درازی ہی کی

وجہ سے وہ ملک بدر ہوئے۔ ان کے دور میں کسی بھی شخص کی عزت محفوظ نہیں تھی‘ وہ جب چاہتے‘ جہاں چاہتے اور جسے چاہتے پل بھر میں ذلیل کر دیتے‘ انہوں نے ایک شاہی فرمان بھی جاری کیا تھا کہ کوئی شخص بات کرتے وقت ان کی طرف نہیں دیکھے گا بلکہ ان کے سامنے نظریں جھکا کر بات کرے گا‘ درجنوں بوڑھے قادیانی جن میں قادیانی جماعت کے مربی اور امراء بھی شامل تھے‘ ان کے ظالمانہ فیصلوں کی تاب نہ لا کر چل بسے‘ دوسروں کی بیٹیوں کو سدا سکھی رہنے کی دعائیں دینا والا یہ شخص دس لاکھ کا حق مہر رکھوانے کے باوجود بھی اپنی بیٹی کو طلاق سے نہ بچا سکا۔ ان کی فرعونیت کی داستانیں بکھری پڑی ہیں‘ جن سے ایک تاریخ لکھی جاسکتی ہے‘ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کہلوانے کے شوقین تھے اور ان کا یہی شوق کئی انسانوں کی جان لے بیٹھا‘ آخری چند سالوں میں انہوں نے اس دیدہ دلیری سے جھوٹ بولا کہ گناہ لکھنے والے فرشتے بھی شاید الامان والحفیظ کہتے ہوئے بھاگ نکلے ہوں‘ جھوٹ کی انتہا پر پہنچتے ہوئے ایک روز ’’بیس کروڑ احمدیوں کی جماعت‘‘ ہونے کا دعویٰ داغنے کے ساتھ ’’لعنت اللہ علی الکاذبین‘‘ کا ورد کر بیٹھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا فیصلہ سنایا اور اس جھوٹے گدی نشین کی ایسی درگت بنی جسے دیکھ کر پوری قادیانی جماعت خوف سے کانپ اٹھی‘ قدرت خدا کہ اس عبرتناک انجام کو قادیانی ٹی وی خود ہی دنیا بھر میں براہ راست دکھاتا رہا‘ امامت کے دوران عجیب وغریب حرکات کرتے رہے‘ کبھی باوضو اور کبھی بے وضو ہی نمازیں پڑھاتے رہے‘ رکوع کی جگہ سجدہ‘ سجدے کی جگہ قیام اور کبھی دوران نماز ہی یہ کہتے ہوئے گھر کو چل دیئے کہ ٹھہرو! ابھی وضو کر کے آتا ہوں۔ غرض یہ کہ اپنے پیشرووں کی طرح گرتے پڑتے‘ اٹھتے بیٹھتے‘ لیٹتے‘ روتے ہوئے جان نکلی۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر بھی کم نہ ہوا اور جب میت دور دراز سے آئے ہوئے ’’پرستاروں‘‘ کے دیدار کے لئے رکھی گئی تو چہرہ سیاہ ہونے کے ساتھ لاش سے اچانک تعفن اٹھا اور پھر پوری دنیا نے براہ راست قادیانی ٹی وی پر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فوراً ’’پرستاروں‘‘ کو کمرے سے باہر نکال کر لاش بند کر کے تدفین کے لئے روانہ کر دی گئی۔ بقول ایک قادیانی شاعر: ’’ہے حال یہی ہوتا آیا فرعونوں کا‘ ہامانوں کا‘‘۔

نوٹ:...... اگر کسی شخص کو مضمون ہذا سے تکلیف پہنچی ہو تو معذرت خواہ ہوں‘ لکھنے کا مقصد کسی کی توہین کرنا ہرگز نہیں‘ ہمارا ایمان ہے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے‘ وہ جب چاہے اور جیسے چاہے بندے کو اپنے پاس بلائے‘ مگر چونکہ قادیانی جماعت عقیدہ ختم نبوت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور اس کی حفاظت کرنے والوں اور حق کو پہچان کر قادیانی جماعت چھوڑ کر چلے جانے والوں کی عبرتناک موت کی پیش گوئیاں اور من گھڑت کہانیاں دنیا کے سامنے پیش کرتی رہتی ہے‘ اس لئے انہیں آئینہ خرافات دکھایا جا رہا ہے تا کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ دوسروں پر لعنتیں بھیجتے‘ بددعائیں کرتے اور دنیا ہی میں ذلیل وخوار ہونے کی پیش گوئیاں کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا پھٹکاریں ڈال کر انہیں عبرتناک انجام تک پہنچایا۔

☆☆......☆☆

نور پور نورنگا میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا خطبۂ جمعہ

نور پور نورنگا (محمد اسمٰعیل شجاع آبادی)

نور پور نورنگا میں راقم الحروف کا پندرہ سال کے بعد جانا ہوا‘ وہاں خطبہ جمعہ دیا۔ اس عرصہ میں بہت سی تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں۔ جامع مسجد نور پور کی خطابت خواجہ فیملی کے پاس کئی نسلوں سے چلی آرہی ہے۔ اس وقت جامع مسجد کے خطیب قاری ضیاء اللہ ہیں‘ ان سے پہلے ان کے برادر محترم مولانا مطیع اللہؒ خطیب تھے جو جواں سالی ہی میں وفات پاگئے۔ ان سے پہلے ان کے والد محترم مولانا عطاء اللہ خطیب تھے جو چند سال پہلے انتقال فرماگئے۔ مولانا عطاء اللہ ایک فاضل عالم تھے‘ طبیعت میں سادگی تھی‘ زمیندار ہونے کے باوجود ساری زندگی سادگی سے گزار دی‘ جامع مسجد نور پور کے تا زیست خطیب رہے۔ جامع مسجد کے ساتھ مدرسہ کی بنیاد رکھی‘ ان کی زندگی میں اگرچہ مدرسہ ترقی نہ کر سکا‘ اور ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادہ مولانا مطیع اللہ کو مدرسہ کی طرف توجہ کا موقع نہ مل سکا‘ اور مرحوم جواں سالی میں انتقال فرماگئے‘ لیکن مولانا مطیع اللہ کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بھائی قاری ضیاء اللہ نے مدرسہ کی طرف توجہ کی‘ الحمدللہ! مدرسہ میں رونق نظر آئی‘ حفظ وناظرہ کی کلاس میں دو اساتذہ کرام کام کر رہے ہیں‘ کئی مسافر طلبہ بھی زیر تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں‘ جو یقیناً مولانا عطاء اللہ‘ مولانا مطیع اللہ رحمہما اللہ اور ان کے خاندان کے لئے باعث راحت اور صدقہ جاریہ ہے۔ خدا کرے یہ گلشن مصطفوی مدتوں مہکتا رہے اور اس کا ثواب مرحومین کو پہنچتا رہے۔

انا بفراقک یا شیخ المدنی لمحزونون!

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے جانشین' عرب وعجم کے علماء کے سرتاج' رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے رکن' ازہر الہند دارالعلوم دیوبند کی شوریٰ کے رکن رکین' عالم اسلام کی ممتاز دینی شخصیت' ہند کے بے تاج بادشاہ' بھارت کی قومی اسمبلی کے سابق رکن' بین الاقوامی سیاسی' سماجی اور عوامی رہنما' جمعیت علماء ہند کے امیر' پیر طریقت' امیر الہند' حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی رحمہ اللہ ۶/فروری ۲۰۰۶ء' بروز پیر' شام ۶ بجے بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی کے اپولو ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام. انا بفراقک یا شیخ المدنی لمحزونون!

حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے ہاں حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ آپ کے والد گرامی جمعیت علماء ہند کے امیر' تحریک آزادی وطن کے ممتاز رہنما' دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور ہندو پاک کے بہت بڑے شیخ طریقت تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے سلسلہ طریقت کے ممتاز پیر طریقت تھے۔ آپ کے ہندو پاک' بنگلہ دیش میں بیسیوں خلفاء تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء' شاگردوں اور سیاسی رفقاء نے متفقہ طور پر حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کو آپ کا جانشین مقرر کیا۔

تقسیم ملک کے بعد بھارت میں رہ جانے والے کروڑوں مسلمان' لاکھوں علماء' ہزاروں مساجد و مدارس کا سہارا حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان سب کی نظر میں حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کی طرف اٹھیں' یہ بہت بڑا امتحان اور چیلنج تھا جسے حضرت

مولانا اللہ وسایا

مولانا اسعد مدنیؒ نے قبول کیا' نبھایا اور خوب نبھایا۔ جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم سے وہ عظیم اور گرانقدر خدمات سرانجام دیں کہ بھارت کے تمام علماء نے آپ کو ''امیر الہند'' قرار دیا۔ آپ کے وصال کے وقت پچاس ہزار دینی مدارس' ادارے و انجمنیں' پرائیویٹ اسکول و کالج اور مساجد آپ کی سرپرستی میں دینی و دنیاوی علوم کی ترویج اور اشاعت اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

بھارت کے اسکولوں و کالجوں میں جب سرکاری طور پر ہندی زبان میں تعلیم جاری ہوئی تو اسلامیانِ ہند کی تمام علاقائی زبانوں' اردو کی تعلیم کو پرائیویٹ طور پر دینے اور اسلامیانِ ہند کے مذہبی و علاقائی تشخص کو برقرار رکھنے کا آپ نے نظم قائم کیا' یہی وجہ ہے کہ اسلامیانِ ہند کا ہر نوجوان اپنی علاقائی زبان اور اردو کا اسی طرح ماہر ہے جس طرح ہندی زبان کا۔ حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کا یہ کارنامہ اسلام اور اسلامیانِ ہند کی بقا کا بہت بڑا ذریعہ قرار پایا۔ اس کے باعث آج بھارت کے مسلمانوں کی اکثریت دینی جذبہ' عقیدہ و مذہبی پختگی میں کسی بھی ملک کے مسلمان سے کم نہیں۔

ساہوکار سودی کاروبار کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک بار قرضہ دے کر ہمیشہ کے لئے سودی چکر میں ایسا پھنسا دیتے کہ نسلوں کا نکلنا دشوار بلکہ بسا اوقات ناممکن ہو جاتا' قرقی جائیداد تک معاملہ پہنچ جاتا' غریب مسلمان دربدر کی ٹھوکریں کھاتا' یہ صورتحال جمعیت علماء ہند کے لئے انتہائی پریشان کن تھی' آپ نے ملک بھر کے علماء' مسلمان تاجر' سیاسی و مذہبی مسلم شخصیات کو جمع کر کے مشاورت کی' طے پایا کہ جن متمول مسلمانوں کے پاس جتنی فالتو رقم ہے' وہ بجائے بینکوں کے جمعیت علماء ہند کے قائم کردہ اسلامی بینک میں جمع کرائیں' متمول مسلمان سود لینے سے بچ جائے گا' امانت کھاتہ سے غریب مسلمانوں کو کاروبار کے لئے جائیداد یا زیورات رہن رکھوا کر بغیر سود کے قرضہ ملے گا' جو قسطوں میں ادا کرنا ہوگا۔ بھارت کے ایک کونہ سے

دوسرے کونہ تک' شہروں' قصبوں' دیہاتوں' قریہ قریہ طوفانی دورے کر کے حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ نے جگہ جگہ اس نظام کو چلانے کے لئے کمیٹیاں قائم کیں' جو علماء' ائمہ' تاجر اور مذہبی لوگوں پر مشتمل ہوتیں۔ اس اسلامی بینکاری کے ذریعہ بلاسودی قرضہ کی اسکیم ایسی کامیاب ہوئی کہ اربوں روپے اس میں جمع ہو کر کروڑوں مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے' نظام اتنا صاف ستھرا اور حساب اتنا عمدہ ہوتا کہ اس سے کسی کی امانت کی رقم سے ایک پائی ضائع نہ ہوئی' نہ کسی مقروض نے ایک قسط شارٹ کی' جس آدمی کو جس وقت اپنی امانت کی واپسی کا تقاضا ہوا' بغیر کسی رکاوٹ کے وہ رقم مل گئی' لوگوں کا ایسا اعتماد قائم ہوا کہ پورا ملک عش عش کر اٹھا' اس پورے نظام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں شب و روز محنت' جانفشانی کے لئے حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ نے اپنے آرام کو تج دیا' لیکن اسلامیان وطن کو سود کی لعنت اور ساہوکاروں کے چنگل سے چھڑا کر ہی دم لیا۔

آپ تین بار بھارت کی قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ بھارت کے مسلمانوں کے لئے مسلم پرسنل لاء منظور کرایا' جگہ جگہ ''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' قائم کئے' یوں اسلامیان ہند کے مذہبی حقوق کے تحفظ کا اہتمام کیا جس پر آپ کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ آپ کی بالغ نظری کا اندازہ کیجئے کہ ایسے تمام بورڈوں میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کو نمائندگی دینے کی پالیسی اپنائی' تاکہ کہیں مسلمانوں کے باہمی فقہی اختلاف سے کوئی رخنہ نہ پڑ سکے۔ اس طرح عیدین' رمضان شریف کے لئے رویت ہلال کمیٹیاں قائم کیں' غرض ایک سیکولر ملک میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے جہاں جس اقدام کی ضرورت تھی' اسے احسن انداز میں پورا کر کے اسلامیان وطن کو احساس محرومی سے نجات دلا کر ایک آبرو مند سوسائٹی کی طرح قومی دھارے میں لا کھڑا کیا۔

آپ کا ایک ایک کارنامہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ ہندوستان کی دیگر اقوام کی طرح مسلم قوم بھی آزادی وطن کی تحریک میں پیش پیش تھی۔ ہمارے ہاں آزادی وطن کے رہنماؤں کو سیاسی یا انتظامی اختلاف رائے کے باعث ملک بننے کے بعد مطعون کیا گیا' ان پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے گئے' قدر تو کیا کرنا تھی' اُلٹا انہیں نشانہ بنایا گیا' لیکن بھارت میں رہ جانے والے آزادی وطن کے ہیرو مسلم رہنماؤں نے ہند کی مسلمان قوم کو باعزت و باوقار مقام دلانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ آزادی وطن کی قربانی و ایثار کے ثمرات کو بارآور بنانے کے لئے جہاں دیگر مسلمان رہنماؤں نے بھرپور محنت کی' وہاں حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کی خدمات بھی اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کو اللہ رب العزت نے درد مند دل عطا فرمایا تھا' جہاں مسلمانوں کی جس پریشانی کو دیکھتے' اسے دور کرنے کے لئے سینہ سپر ہو جاتے۔ ہمارے ملک میں شیعہ' سنی یا دیگر لسانی و عمرانی پیچیدگیاں نت نئے فسادات کو جنم دیتی ہیں۔ مسلم اقلیت والے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کے مسائل اور زیادہ پیچیدہ ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ہند میں بھی ہندو مسلم فسادات ہوتے ہیں اور ہوشربا ہوتے ہیں' وہاں کی اکثریت کے بعض جنونی رہنما مسلمانوں کو نشانہ بناتے ہیں' لیکن مسلمانوں کو ان فسادات سے بچانا یا فسادات کا شکار ہو جانے والے مسلمانوں کو سہارا دینا' ان علاقوں کا دورہ کر کے مسلمان قوم کو حوصلہ دینا حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ پر ختم تھا' ان فسادات کی بھٹی میں کود کر مسلمان قوم کو گرداب سے نکالنا' اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں' انہی عظیم خدمات کے باعث آپ قوم کی آنکھ کا تارا تھے۔

مسلمان اکثریت تقسیم کے بعد پاکستان منتقل ہوئی' ہزاروں مساجد و مدارس مسلمانوں کے اس علاقہ میں نہ ہونے سے ویران ہوئے' بلاشبہ آج بھی بہت سی مساجد زبوں حال اور نوحہ کناں ہیں۔ مسلمانوں کو شدھی بنانے کے لئے تحریکوں پر تحریکیں اٹھائی گئیں' لیکن قریہ قریہ پھر کر مسلمانوں کو ارتداد سے بچانا' بہت ساری مساجد کی حیثیت کو بحال کرانا' انہیں آباد کرنا اور اس کام کو تحریکی انداز میں آگے بڑھانا جمعیت علماء ہند کا کارنامہ ہے اور اس ساری جدوجہد میں نمایاں مقام حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کو حاصل تھا۔

قادیانی تحریک کو انگریز نے ہندوستان میں جنم دیا' بلاشبہ مسلمان قوم کے لئے قادیانی فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے' قادیانیوں کا قادیان بھارتی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ قادیانی قیادت نے پاکستان میں اپنا مرکز بنایا' چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی پاکستان میں وہی حیثیت ہے جو عرب مسلمانوں کے لئے اسرائیل کی' آج بھی اسرائیل و مرزائیل تعلقات مسلم دشمنی کے یک نکاتی ایجنڈا پر قائم و دائم ہیں' تقسیم سے قبل ہندوستان کے علماء و مشائخ اور تمام مکاتب فکر کی دینی قیادت نے انگریز کے عہد اقتدار میں انگریز اور اس کی معنوی اولاد قادیانیوں کے خلاف بند باندھا۔

پاکستان میں قادیانی ارتدادی ٹولہ کا مرکز قائم ہونے کے باعث ہندوستان میں قادیانی فتنہ کا وہ زور نہ رہا' بین الاقوامی حالات اور استعماری طاقتوں کے بل بوتے پر ماضی قریب کی پچھلی دو دہائیوں میں استعماری و فرنگی ٹولہ کے ایما پر قادیانیوں نے بھارت میں پر پرزے نکالے تو حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ اس محاذ پر بھی اکابر کی روایات کے امین بن کر میدان عمل میں اتر آئے۔ بھارت میں دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کی۔ دارالعلوم دیوبند میں اس کا مرکزی دفتر قائم کردیا' اس کی باضابطہ تشکیل ہوئی' حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبند کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مقرر ہوئے' دارالعلوم کے استاذ حدیث اور ناظم حضرت مولانا قاری سیّد محمد عثمان منصور پوری کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ قرار پائے۔ ہندوستان بھر میں جہاں جہاں قادیانی فتنہ نے سر اٹھایا' وہاں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم کیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کے لئے تخصص فی الختم نبوت کا شعبہ قائم کیا۔ جگہ جگہ پندرہ روزہ' دس روزہ کیمپ لگا کر رد قادیانیت پر تربیتی کورس رکھے۔ دیوبند اور دہلی میں مختلف سالوں میں عالمی سطح پر ختم نبوت کانفرنس کرائیں۔ رد قادیانیت پر مشتمل نئی و پرانی کتب کو چھاپ کر پورے ہندوستان میں قادیانی فتنہ کو ایسی نکیل ڈالی کہ قادیانیت کے مست ہاتھی کا دماغ ٹھکانے آگیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع ہونے والی کئی کتابیں بھارت میں شائع ہوئیں' آج گو حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ ہم میں موجود نہیں' لیکن ان کا قائم کردہ نظام ہندوستان کے مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کے لئے مضبوط فصیل کا کام دے رہا ہے۔

ہندوستان کے مسلمان بالخصوص گجرات کے مسلمان دیگر ممالک افریقہ' امریکا' اور مغربی ممالک میں جاکر آباد ہوئے۔ ڈر تھا کہ یہ مسلمان وہاں جاکر اپنے مسلم تشخص سے محروم نہ ہوجائیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تبلیغی جماعت اور حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ نے ان ممالک کے سالانہ دورے کئے' ایک ایک دن میں بیسیوں شہروں کے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان و اسلام کے تشخص کو بچایا' ان کی رہنمائی کی' صرف برطانیہ کی مثال لے لیجئے' کہ آج برطانیہ میں گجرات کے مسلمانوں کی ہر مسجد میں مکتب ہے' اپنے اسکول و کالج ہیں' اپنے مدارس ہیں' اپنا نصاب ہے' گورنمنٹ کے نصاب کے ساتھ ساتھ حفظ و ناظرہ' اردو' انگریزی اور گجراتی زبانوں میں دینی تعلیم کا نظام ہے۔ ہزاروں حافظ و حافظات' سینکڑوں علماء و عالمات ہیں۔ برطانیہ میں پاکستانی کمیونٹی سے کہیں زیادہ ہندوستانی کمیونٹی کے اس دینی نظام تعلیم کو دیکھ کر حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ ایسی دینی قیادت کی بیدار مغزی کو سلام کئے بغیر چارہ نہیں۔ برطانیہ میں جمعیت علمائے برطانیہ ایک متحرک دینی طاقت ہے' ہر چند کہ اس میں پاکستانی علماء کی اکثریت ہے' ان کا کام بھی خاصا مسحور کن ہے' وہاں بھارت و پاکستان سے تعلق رکھنے والی کمیونٹی دینی مسائل میں یک جان ہے' لیکن اس امر کا اعتراف حقیقت کا اعتراف ہوگا کہ دینی مدارس و مساجد مکاتب کی اکثریت گجرات کے مسلمانوں کی ہے۔ اس میں حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کی خدمات کا بہت بڑا حصہ ہے۔ امریکا' افریقہ' ہر جگہ کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے' سال میں ایک بار دو سے چار ماہ تک حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ ان براعظموں کا دورہ رکھتے اور ایک طوفان کی طرح دن رات ایک کرکے پورے ملک کے کونہ کونہ میں پہنچتے۔ ایک دن میں باضابطہ مرتب شدہ نقشے اور نظام کے تحت دورہ کرتے' آپ کے ان تبلیغی دوروں سے وہاں دین کی بہار کی کیفیت پیدا ہوجاتی' بیعت' ذکر' مراقبہ' بیان' مجلس' دعوت' ملاقات' ان مصروفیتوں کو دیکھ کر اندازہ کیا جانا مشکل ہوگا کہ حضرت مولانا مرحوم ایک مرد آہن تھے۔ اگر کسی کے ہاں آدھ گھنٹہ وقت عنایت کیا تو انتیس منٹ ہونے سے پہلے کھڑے ہوجاتے' چاہے میزبان جتنا چاہے' مگر آپ پروا نہ کرتے' اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ تھوڑے وقت میں بہت سارے لوگوں کو فیضیاب کردینے میں آسانی ہوجاتی۔

قادیانی لاٹ پادری مرزا طاہر آنجہانی نے ۱۹۸۴ء میں مجرمانہ فرار اختیار کرکے برطانیہ کو اپنی آماجگاہ بنایا' قادیانی گروہ کی مرکزیت چناب نگر سے برطانیہ تبدیل ہوگئی' تب ۱۹۸۵ء میں برطانیہ میں سالانہ کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی۔ پہلی کانفرنس سے گزشتہ سے پیوستہ سال کی کانفرنس تک برابر ہر کانفرنس میں آپ نہ صرف شریک رہے' بلکہ کانفرنس کے منتظمین کو اپنی دعاؤں اور سرپرستی سے سرفراز فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سیّد مولانا اسعد مدنیؒ کا باہمی احترام کا رشتہ قابل رشک تھا۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں' خانقاہ سیّد احمد شہید لاہور میں پاکستان تشریف آوری کے موقع پر ضرور تشریف

لاتے' ناممکن تھا کہ پاکستان تشریف لائیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان تشریف نہ لائیں۔ جناب محترم کی سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے' ایک بار جمعہ کی امامت بھی فرمائی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کے لئے ایک بار عصر سے رات گئے تک وقت عنایت فرمایا' مغرب کے بعد جلسہ سے خطاب کیا' ملتان' بہاولپور' ڈیرہ غازی خان سے علماء کرام اور مندوبین اس کانفرنس میں آپ کا بیان سننے کے لئے تشریف لائے۔ سیرت النبیؐ کے موضع پر آپ نے خطاب فرمایا۔ حضور ﷺ کے بچپن سے لے کر وصال تک کے اہم منتخب واقعات کو اس ترتیب وتسلسل سے بیان فرمایا کہ سماں بندھ گیا' اس موقع پر عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ آپ کے بیان کے دوران بجلی چلی گئی' لیکن آپ کے بیان میں رکاوٹ' تسلسل میں کمی یا آواز میں کوئی اتار چڑھاؤ نہیں آیا' تذکرہ تک نہیں فرمایا کہ بجلی چلی گئی' جس طرح بیان ہو رہا تھا اسی طرح ہوتا رہا' تھوڑی دیر بعد بجلی آ گئی' تب بھی بجلی آنے کا تذکرہ نہیں کیا' کروٹ نہیں بدلی' اشارہ نہیں کیا۔ غرض بجلی کے آنے جانے کا ان پر مچھر کے برابر بھی اثر نہیں ہوا۔ پاکستانی خطیب ہوتا تو آسمان سر پر اٹھا لیتا' کہرام برپا کر دیتا' منتظمین کو کوستا' مگر آپ اتنے مخلص تھے کہ بجلی کا آنا جانا آپ کی طبیعت پر ذرہ برابر اثر انداز نہ ہو سکا۔ ہزاروں کا اجتماع تھا' لوگ مصافحہ کے لئے مصر ہوئے' معذرت کر کے وقت بچا لیا' بیسیوں شیوخ حدیث وعلماء آپ سے بیعت ہونا چاہتے تھے' جلسہ کے بعد کھانا بھی تھا' بیعت کے لئے درخواست کی' فرمایا کہ پاکستان کے مشائخ سے بیعت ہوں' وقت نہیں۔ عرض کیا گیا کہ حضرت نسبت قائم ہو جائے گی' چونکہ اس دن کا آخری پروگرام تھا' کہیں اور نہ جانا تھا' صرف آرام کرنا تھا' اس لئے مان گئے' جس مہمان خانہ میں آپ قیام پذیر تھے' وہاں کھانے کے لئے مہمان جمع تھے' بیعت کرنے والوں کے لئے قطعاً گنجائش نہ تھی' ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ کہاں بٹھائیں' کہ آپ دفتر کے کمرہ میں بلاتکلف فرش پر بیٹھ گئے۔ بیعت کے خواہش مند علماء ومشائخ سے کمرہ بھر گیا' دروازہ بند کرا دیا اور بیعت کے فوائد' ضرورت اور اہمیت پر گفتگو شروع ہو گئی' ہم نے اس فرصت سے فائدہ اٹھایا' دسترخوان لگایا' مہمانوں کی ترتیب قائم کی' برتن رکھے' کھانا رکھنا چاہتے تھے کہ آپ کے مسترشد حضرت مولانا مظہر شاہ اسعدی نے فرمایا کہ ابھی کھانا نہ رکھیں' بیعت پر پون گھنٹہ لگے گا' ہم پاکستان کی خانقاہوں کی بیعت کے طریقہ سے آشنا تھے کہ دس' پندرہ منٹ میں یہ عمل مکمل ہو جاتا ہے' پون گھنٹہ کیسے لگے گا؟ تب منکشف ہوا کہ ایک آدمی ہو یا ایک ہزار' حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کم از کم پون گھنٹہ بیعت پر لگاتے ہیں' پہلے بیعت کے آداب' معمولات' وظائف وتلقین پر گفتگو کر کے پھر بیعت کرتے ہیں اور اس پر اتنا وقت لگ ہی جاتا ہے۔ آج معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک کی درخواست پر فوری بیعت کے لئے کیوں آمادہ نہیں ہوتے' بلکہ اکثر انکار فرما دیتے تھے۔ بیعت سے قبل اعلان فرماتے کہ اگر کوئی پہلے سے کسی شیخ سے بیعت ہے اور وہ شیخ زندہ ہیں تو وہ اپنے شیخ سے رابطہ رکھے' غرض مریدوں کی بھیڑ کی بجائے جن کو بیعت کرتے' گویا ان کی اصلاح کی ذمہ داری قبول کرتے' اس احتیاط کے باوجود اقصائے عالم میں بلامبالغہ لاکھوں افراد ہوں گے جو آپ سے بیعت ہوں۔ آپ سے خانقاہی آبرو وابستہ تھی' ورنہ نمائشی لوگ تو ہر بیان کے بعد اعلان کرتے اور کراتے ہیں کہ بیعت کرنے والے آگے آ جائیں' کوئی نہ آئے تو پہلے سے بیعت شدہ مرید کو بٹھا کر عمل شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھا دیکھی کوئی اور شاید عمل میں شامل ہو جائے۔ دیکھئے اصل ونقل میں کس طرح زمین وآسمان کا فرق موجود ہے۔

اسی سفر میں عصر کے بعد علماء کے ساتھ چائے پر آپ کی ملاقات کے لئے لائبریری میں اہتمام کیا گیا' بیٹھتے ہی فرمایا کہ مولانا! لائبریری میں موجود عیسائیت ورد عیسائیت کی کتب کی فہرست لائیں' دونوں رجسٹر سامنے رکھے' ان پر نظر ڈالی اور فرمایا کہ ان کی فوٹو کاپی چاہئے' عرض کیا کہ بھجوا دیں گے' خیال کیا کہ کئی صفحات کا بنڈل آپ کے لئے زحمت کا باعث نہ ہو' فوراً فرمایا کہ ابھی دینے میں کیا اشکال ہے؟ عرض کیا کہ ابھی پیش کرتے ہیں' فوٹو کرانے کے لئے ساتھی کو بھیجا تو مسکرائے اور فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند میں جہاں رد قادیانیت پر اسپیشلائزیشن کرائی جاتی ہے' اب این جی اوز کی آڑ میں مسیحی مشنریاں بھارت میں بھی سرگرم عمل ہو گئی ہیں' رد عیسائیت پر بھی علماء کی تیاری کے لئے شعبہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے' دارالعلوم کے حضرات کو پاکستان میں رد عیسائیت پر چھپی والی کتب کی فہرست درکار تھی تو دفتر ختم نبوت ملتان سے فہرست لانے کا ان حضرات نے فرمایا تھا' تاکہ اس فہرست کا دارالعلوم کی فہرست سے موازنہ کر کے جو کتب موجود نہ ہوں' ان کو منگوانے کا اہتمام کیا جا سکے' اس لئے اس فہرست کو لے جانا ضروری ہے' فرمایا کہ ہر بات کو سمجھانے کے لئے

اتنی وضاحت کرنی پڑے تو پھر میں کام کر پایا؟ عرض کیا کہ آپ کی اتنی وضاحت سے ہم پر خوش کن انکشاف ہوا اور نئی خبر مل گئی' مسکرائے کہ بس اپنا دل خوش کرتے رہو' کام نہ کرنا' کیا پاکستان کے کسی جامعہ میں ردِ عیسائیت پر اسپیشلائزیشن ہوتی ہے؟ ہماری خاموشی پر فرمایا کہ سمجھ گیا' باتیں کرنے اور کام کرنے میں بہت فرق ہے۔ اسی اثنا میں فرمایا کہ مجلس کی ردِ قادیانیت پر نئی چھپنے والی تمام کتب کے دو' دو سیٹ لائیں' اب ہم پر قیل و قال کی فضولیت منکشف ہوگئی تھی' فوراً کتابیں لاکر پیش کر دیں' جن کا وزن کم از کم بیس کلو کے برابر تھا' فرمایا: انہیں پیک کر دو' چنانچہ پیک کر دی گئیں' اب ہم قیل و قال سے اپنی روایتی لیپاپوتی پر اتر آئے کہ حضرت! لاہور جہاں فرمائیں کل تک پہنچ جائیں گی' وہاں سے صاحبزادہ مولانا سیّد محمود میاں یا سیّد رشید میاں آپ کے ہاں بھجوا دیں گے' اتنا وزن آپ کے لئے ساتھ لے جانا مشکل ہوگا' فرمایا کہ ہمدردی کا شکریہ' واقعی مسافر بوڑھے کے لئے یہ بہت مشکل ہے' لیکن دوسرا سامان یہاں چھوڑا جاسکتا ہے لیکن کتابوں کو تو ساتھ لے جانے کا اپنا ہی لطف ہے' اس لئے ان کو ابھی میری گاڑی میں رکھوا دیں' اس سے آپ کے قلم و کتاب سے عشق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان نے پشاور میں ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس کا اہتمام کیا' دیوبند سے بھاری بھرکم وفد نے اس میں شرکت کی۔ دارالعلوم دیوبند کی اتنی بڑی قیادت کی اسلامیان پاکستان نے زیارت کی۔ موقعۂ زیارت مہیا کرنے کا سامان حضرت مولانا فضل الرحمن نے کر کے ہم وطنوں پر احسان کیا۔ حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ بھی تشریف لائے' آخری روز آخری سے پہلا بیان آپ کا تھا' جو وقت اختتامی دعا کے لئے طے تھا وہ قریب ہوگیا' آپ کے خطاب کا اعلان کیا گیا' آپ نے ایمان پرور انداز میں خطبہ مسنونہ پڑھا' لاکھوں سامعین پر وجد آفریں کیفیت طاری ہوگئی' خطاب چند جملوں میں مکمل کیا' وقت کی تنگی کا عذر کر کے بیٹھ گئے۔ حاضرین زیارت و مختصر بیان سے تو ضرور مستفید ہوئے' لیکن تشنگی دور نہ ہوئی۔ بایں ہمہ لاکھوں کے سامنے بیان کرنے کی بجائے وقت کی پابندی کا وہ نمونہ قائم فرمایا کہ سبحان اللہ!

اپنے محبوب رہنما کی حکایت لذیذ کی طوالت کی معافی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ پاکستان' بنگلہ دیش' افغانستان' برما' آسام' مالدیپ' نیپال' عرب امارات' سعودی عرب' امریکا' افریقہ' کینیڈا' یورپ' فجی آئی لینڈ اور انڈونیشیا' غرض پوری دنیا کے مسلمانوں کے آپ قابل احترام رہنما تھے' ہر جگہ ابنائے دارالعلوم دیگر رہنماؤں کی طرح آپ کا دلی احترام کرتے' آپ بھارت کے رہائشی تھے' ہر ملک کے ساتھ دوسرے ملک کی پالیسی یکساں نہیں ہوتی' اس لئے جہاں کہیں تشریف لے گئے' اس ملک کے سیاسی مسائل پر ایک لفظ تک نہیں کہتے تھے۔ پاکستان اور بھارت ہی کو لے لیں' دونوں ممالک کی کسی زمانہ اور کسی حد تک اب بھی پالیسی مختلف ہے' جو امر پاکستانیوں کے لئے اہم ہے' انڈیا کے لئے وہ غیر اہم ہے' دونوں ملکوں کی اپنی اپنی ترجیحات ہیں' کشمیر کے مسئلہ کو لے لیں' دونوں ممالک کی اپنی اپنی پالیسی ہے۔ اگر کوئی بات پاکستان میں یہاں کے مسلمانوں کی ترجیحات کو سامنے رکھ کر فرماتے تو آپ کے پہنچنے سے قبل بھارت میں ہندو مسلم فسادات شروع ہوجاتے' وہاں کی ترجیحات کے مطابق یہاں بات فرماتے تو جانے سے قبل پاکستان میں طوفان برپا ہوجاتا' اس ایک مثال سے پوری دنیا کے مسلمانوں کی ترجیحات کو سامنے رکھیں تو آپ کی بالغ نظری کی داد دینا پڑتی ہے کہ بیرون بھارت کہیں بھی کسی سیاسی مسئلہ کو چھ نہ کرتے' صرف ہر ملک کے مسلمانوں کی دینی رہنمائی فرماتے اور بس۔ یہی وجہ ہے کہ بیرون بھارت اخبارات کے نمائندوں سے قطعاً ملاقات نہ کرتے' تاکہ اخباری صنعت کو بات کا بتنگڑ بنانے کا موقع ہی نہ مل سکے' کوئی نمائندہ آ ہی گیا تو علیک سلیک کے بعد چند نپے تلے جملوں کے تبادلہ کے بعد اسے فارغ فرما دیتے' لیکن ہمارے خطہ کا اپنا مزاج ہے' یہاں ایک جہادی رہنما کو دارالعلوم دیوبند کانفرنس پشاور میں اس کی خواہش کے مطابق پروٹوکول نہ ملنا تھا نہ مل سکا' خیر سے اس قبیلہ کی اکثریت ایجنسیوں کی مرہون منت ہے' اس بونے رہنما نے اخباری صنعت کے ایک ایسے موقع کے متلاشی قلم کار کو گانٹھا' یوں حضرت کے خلاف مضمون چھپ گیا جو حقائق کا قتل عام اور خلاف واقعہ الزامات کا طومار تھا' آپ نے اس کے جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا' صبر کیا' حضرت ایوب علیہ السلام کی سنت پر عمل کیا' لیکن آپ کے صبر کا اس خود ساختہ جہادی رہنما پر بعد میں یہ اثر ہوا کہ حالات نے اسے خود اپنی سرزمین پر سر اٹھا کر چلنے کا نہ رہنے دیا' اب تک ''کس نے پرسد از من کہ بھیا کون ہو'' کا مصداق ہے۔ ''من عادیٰ ولیا فقد اذنتہ بالحرب'' کی زندہ عملی تصویر اسلامیان وطن کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کے عقائد و دینی تشخص کو برقرار رکھنے' ان کا احترام بڑھانے میں آپ ہر جگہ نہ صرف کوشاں رہے' بلکہ خون جگر سے ایسا کرنے میں تامل نہیں فرمایا اور اس میں کسی بھی

مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا' جمعیت علماء اسلام پاکستان کے اختلاف سے آپ کا دل ٹوٹا' طرفین کو سمجھایا' لیکن معاملہ کی تہہ تک پہنچنے میں دیر نہیں لگائی' اپنی بھرپور محبت سے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کو سرفراز کیا' لیکن احترام و تعلق دوسرے حضرات سے بھی قائم رکھا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ' حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کو حوصلہ دینے میں آپ نے جو کردار ادا کیا' وہ تاریخ کا درخشندہ باب ہے' جہاں کہیں فسادات ہوئے' دیگر جماعتیں مشورہ کرکے پروگرام بنارہی ہوتیں' لیکن آپ اتنی جلدی صحیح فیصلہ کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے کہ اس پر سب ششدر رہ جاتے' پریشانی و زبوں حالی میں مسلمانوں کی مدد کے لئے سب سے پہلے پہنچنے والے قومی رہنما آپ ہی ہوتے' آپ نے جمعیت علماء ہند کو سماجی' تعلیمی' رفاہی اور قومی جماعت بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تاسیسی ارکین میں شامل تھے۔ گزشتہ سے پیوستہ سال غسل کعبہ کی سرکاری تقریب میں آپ کو مدعو کیا گیا اور اس سعادت سے آپ بہرہ ور ہوئے۔

حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کا قد متوسط' متبسم نورانی چہرہ' عقابی نظریں' کھلی پیشانی' سڈول جسم' سادہ کھدر کا کرتا' مناسب اونچی شلوار' کبھی سرخ عربی رومال باندھتے' چال میں وقار کے ساتھ ساتھ پھرتی اور تیزی' بات اتنی صاف اور آسان کہ ہر ایک کو سمجھ آجائے' بات کرتے تو لبوں کے درمیان سے موتیوں کی چمک دکھائی دینے لگتی۔ تہجد' اشراق' اوابین' تلاوت میں سفر ہو یا حضر' ناغہ نہ ممکن ہوتا۔ زہد و استغنا کے کوہ ہمالہ' اوصاف حمیدہ سے قدرت نے فیاضی سے آپ کو حصہ نصیب فرمایا۔ آپ کے تقویٰ' پرہیزگاری اور علم و فضل کے باعث لاکھوں مسلمان آپ سے ٹوٹ کر محبت بلکہ عشق کرتے' واقعی محبوبیت ہو تو ایسی ہو کہ جس کا سوکنوں کو بھی اعتراف ہو۔ حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ کیا گئے' لاکھوں دلوں کی دنیا سونی ہوگئی' دل بجھ گئے:

دل گلستان تھا تو آنکھوں سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

دل کی تکلیف اور شوگر کی بیماری عرصہ سے آپ کو لاحق تھی' مگر معمولات برابر جاری رہے' اس سال رمضان المبارک خیر خیریت سے گزرا' معمولات جاری رہے' عید کے قریب الیکٹرونک وہیل چیئر الٹنے سے چوٹ لگ گئی' تین ماہ دہلی کے معروف اپولو ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ وقت موعود آن پہنچا اور دیکھتے ہی دیکھتے آخرت کو سدھار گئے۔ ان کے دل بے قرار کو قرار آگیا۔ ''نم کنومۃ العروس'' کا مصداق ہوگئے۔

۶/فروری کو انتقال ہوا' ۷/فروری کو دارالعلوم دیوبند میں لاکھوں افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خانقاہ رائے پور' مظاہر العلوم سہارنپور اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے جو محبانہ تعلقات تھے' حضرت مدنیؒ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ نے ان تعلقات کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ آگے بڑھایا' اس کا عملی مظاہرہ اس طرح دیکھنے میں آیا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے جانشین کا جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے جانشین حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ نے پڑھایا۔

اللہ رب العزت بہت ہی جزائے خیر دیں حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کو! کہ علماء کی ایک جماعت کو لے کر جنازہ میں شریک ہوئے اور یوں اسلامیان پاکستان کے خانوادۂ حضرت مدنیؒ سے تعلق کا فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ دارالعلوم دیوبند کے ہزاروں علماء' مشائخ اور اولیاء کے مسکن قبرستان قاسمی میں آپ داخل خلد بریں ہوئے۔

رفتید و لے نہ از دل ما!

☆☆..........☆☆

حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو تحفظ ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ٹولے کے مقابلے میں آنا پڑے گا۔''

قاری صدیق احمدؒ

شفیق و محترم استاد

۲۳/شعبان ۱۴۲۵ھ بروز ہفتہ شام کے وقت میرے والد محترم حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کا سانحہ پیش آیا' تو جہاں مجھے والد کی جدائی کا صدمہ اور ان کی شفقتوں سے محرومی کا احساس ہوا' وہاں میرے لئے دینی تعلیم کے حصول کا مسئلہ بھی درپیش آیا' کیونکہ اس وقت میں کراچی میں شعبہ تجوید وقرأت کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ایک سال ابھی باقی تھا' اب دوسرا سال میں کہاں پڑھوں؟ اس سلسلہ میں سوچوں میں گم تھا کہ بڑے چچا جان جناب قاری منظور احمد مدظلہ نے اپنی شفقت کے سایہ میں جگہ دی' دارالعلوم فیصل آباد میں تجوید وقرأت کی تکمیل کا حکم فرمایا اور مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گئے۔

۱۰/شوال المکرم ۱۴۲۵ھ کو میں دارالعلوم فیصل آباد میں گیا' وہاں چچا جان نے ایک ایسی ہستی سے ملایا' جن کے چہرے سے شرافت وصداقت اور نورانیت قرآن کی شعاعیں بلند ہورہی تھیں' جو خوبصورت اور خوب سیرت معلوم ہورہی تھی' چچا جان نے میرا تعارف کرایا کہ حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کے بیٹے فاروق احمد ہیں' تجوید پڑھنے کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ قاری صاحب نے والد صاحب کا نام سنتے ہی مجھے گلے سے لگایا' خوب پیار کیا اور گھر کی اور بہن بھائیوں کی خیر وخیریت معلوم کی' چچا جان نے مجھے بتایا کہ یہ ہیں ہمارے قاری محمد صدیق صاحب اور آپ کے تجوید کے استاذ ہیں' آپ نے تجوید ان سے پڑھنی ہے۔ قاری صاحبؒ کے ساتھ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔

۱۴/شوال المکرم کو دارالعلوم فیصل آباد میں میرا درجہ تجوید سال دوم میں داخلہ ہوا' اور ۱۵/شوال المکرم ۱۴۲۵ھ کو باقاعدہ میں قاری محمد صدیقؒ کے پاس پڑھنے کے لئے بیٹھا' پہلے ہی دن جب قاری صاحب کلاس میں آ کر بیٹھے تو مجھے بلایا' اپنے پاس بٹھایا اور فرمانے لگے کہ آپ کے والد صاحبؒ کی شہادت کا بڑا افسوس ہوا' وہ میرے شاگرد تھے' انہوں نے اس جامعہ میں قرآن پاک مجھ سے پڑھا تھا' بہت ذہین انسان تھے' میں ان کو اپنے اچھے شاگردوں میں شمار کرتا تھا۔ آپ کے والدؒ بہت

قاری فاروق احمد تونسوی

شریف اور باادب آدمی تھے' مجھے یاد نہیں پڑتا کہ سال بھر مجھے کبھی ان کو ڈانٹنے یا ٹوکنے کی نوبت آئی ہو' وہ ہمیشہ سب سے پہلے مجھے سبق سنایا کرتے تھے' جب انہوں نے والد محترم کے اوصاف بیان کرنا شروع کئے تو خود بھی روئے اور مجھے بھی رلایا' اور فرمایا کہ جہاں آپ قاری منظور احمد صاحب کے بھتیجے ہیں' وہاں میرے بھی بھتیجے اور بیٹے ہیں' آپ کو کوئی پریشانی ہو تو آپ مجھے بتادیا کریں' میں انشاءاللہ آپ کا ضرور خیال رکھا کروں گا۔ جب میں گھر جاتا تھا تو واپسی پر آپ سب گھر والوں کی خیر خیریت دریافت کیا کرتے تھے۔

قاری صاحب جب پڑھاتے تو حدرو مشق پر بہت ہی توجہ دیتے تھے' حدر میں ان کی یہ ترتیب تھی کہ جب تک ہر طالب علم سے الحمد کے الف سے لے کر والناس کی س تک خود نہ سنتے' اس وقت تک سند پر دستخط نہیں کرتے اور جو بچہ سنا دیتا تھا تو اس کی سند پر یہ لکھتے تھے کہ اس طالب علم کا میں نے حرف بحرف خود سنا ہے' اس طرح ایک دن ہم سب کلاس میں بیٹھے ہوئے تھے اپنی کتاب اور قرآن کی حدر اور مشق میں مشغول تھے تو ایک بڑے میاں آ کر ہماری کلاس میں بیٹھ گئے' جن کی داڑھی تقریباً سفید تھی' ہم سب انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ کون ہیں جو ہمارے درمیان آگئے اور قرآن کریم کھول کر ہمارے ساتھ پڑھنے میں مشغول ہوگئے؟ ہم نے اپنی کلاس کے نگران سے کہا کہ بھائی! آپ ذرا ان سے پوچھ تو لیں کہ یہ کون صاحب ہیں؟ نگران نے جب ان سے پوچھا تو ان صاحب نے کہا کہ بھائی! میں بھی قاری صاحب کا شاگرد ہوں' لیکن جب میں پڑھتا تھا تو میری حدر کی چند سورتیں رہ گئیں تھیں' میں نے قاری صاحبؒ سے بہت اصرار کیا کہ مجھے سند دے دیں' لیکن قاری صاحبؒ نے فرمایا کہ میں قرآن پاک کے بارے میں خیانت نہیں کرسکتا' اس وقت ہمیں پتا چلا کہ قاری صاحبؒ حدر اور مشق کے بارے میں کتنے سخت ہیں۔

اسی دن شام کو قاری صاحب نے تمام طالب علموں کو جمع کر کے فرمایا کہ بھائی میں قرآن کے بارے میں خیانت نہیں کرسکتا' اس وقت قاری صاحبؒ کی آواز بھرا گئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے' فرمانے لگے

کہ کیا ان قاریوں نے خدا کو جواب نہیں دینا جو تین' تین' چار' چار بچوں کا ایک ساتھ سنتے ہیں یا حدر اور مشق سب کو ایک ساتھ کروا دیتے ہیں' تو کیا پتا چلے گا کہ کون کیا پڑھ رہا ہے؟ آپ ایک ایک بچے کو الگ الگ مشق وغیرہ کرواتے' جو غلطی ہوتی اس کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے اور جب تک اس کی وہ غلطی صحیح نہ ہوتی' اس کو آگے مشق وغیرہ نہ کرواتے تھے۔

قاری صاحبؒ تجوید کی جو کتابیں پڑھاتے تھے' ان میں پہلے سال جمال القرآن اور تیسیر التجوید اور دوسرے سال فوائد مکیہ اور جزری وغیرہ پڑھاتے تھے' جمال القرآن کی ایک کاپی انہوں نے لکھی ہوئی تھی جو ان کو قاری محمد شریفؒ نے پڑھائی تھی اور وہی تمام طالب علموں کو پڑھاتے تھے' صرف یہی نہیں' بلکہ ان تمام کتابوں کی جو انہوں نے پڑھی ہیں' ان کی انہوں نے کاپیاں لکھی ہوئی تھیں۔

ایک مرتبہ میں جزری کی ایک کاپی پڑھ کر سنا رہا تھا اور قاری صاحبؒ لکھتے جا رہے تھے' کیونکہ مجھ سے فرماتے تھے کہ تم یہ کاپی پڑھتے جاؤ اور میں لکھتا جاؤں گا' روزانہ میں لکھواتا تھا اور قاری صاحبؒ لکھتے جاتے تھے' ایک مرتبہ جب جزری کی کاپی مکمل ہوئی تو مجھ سے فرمانے لگے کہ فاروق! کیا پتا یہ ہمارا آخری سال ہو' آنے والے لوگ اس کو پڑھیں گے تو ہمارے لئے ثواب کا ذخیرہ جمع ہوگا۔

آہ! آج وہ چلے گئے' مگر وہ کاپیاں پاکستان کے کونے کونے میں قاری صاحب کے شاگرد اپنے شاگردوں کو پڑھا رہے ہیں اور چپہ چپہ پر قاری صاحب کے شاگرد اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ میرے والد محترم حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ بھی قاری صاحب کے شاگرد ہیں' دارالعلوم فیصل آباد کے درجہ حفظ کے اکثر استاذ قاری صاحب کے شاگرد ہیں اور ان کی جگہ پر آنے والے قاری محمد حفیظ صاحب بھی ان ہی کے شاگرد ہیں۔

قاری صاحب کے چار صاحبزادے ہیں' ماشاء اللہ چاروں ہی قاری ہیں' بڑے صاحبزادے فیصل آباد میں پڑھاتے ہیں' ان سے چھوٹے صاحبزادے سعودی عرب میں ہوتے ہیں' سب سے چھوٹے دونوں صاحبزادے درجہ کتب میں پڑھتے ہیں۔

قاری صاحبؒ اکثر طالب علموں کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے' اکثر مہینے میں ایک یا دو مرتبہ کلاس کے تمام طالب علموں کو صبح کا ناشتہ کرواتے۔ ایک مرتبہ ہم دوسرے سال والوں یعنی جن کی قرأت مکمل ہونے والی تھی' نے سوچا کہ قاری صاحب اور دوسرے استادوں کی دعوت کرتے ہیں' تو ہم نے قاری صاحب کے سامنے یہ بات رکھی' قاری صاحب سن کر فرمانے لگے کہ بھائی! میں آپ لوگوں کو روک نہیں سکتا' مگر پہلے میں آپ لوگوں کی دعوت کروں گا' پھر تم لوگوں کا اگر دل چاہے تو دعوت کر دینا کیونکہ آپ لوگ میرے مہمان ہیں' یہ میرا حق بنتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا میزبان بنوں' کیونکہ میری عزت آپ لوگوں کی وجہ سے ہے' لیکن فراغت کے بعد میری عزت کا خیال کرنا۔

انتہائی قابل اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا' ان کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ میں جب قاری محمد شریفؒ کے پاس پڑھتا تھا تو اس وقت قاری صاحب نے میرا حدر میں پورا قرآن پاک سنا اور پورے قرآن پاک میں میری صرف دو غلطیاں آئیں جو کہ میں نے فوراً درست کر لیں۔

آپ کی تلاوت کا یہ انداز تھا کہ جب تلاوت کرتے تو پورے آرام اور اطمینان سے کرتے جس سے لوگوں پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔

قاری صاحب کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو طالب علم شادی شدہ تھے' ان کو گھر جانے کا کرایہ اور بچوں کے لئے کپڑے بھی دیتے اور جو طالب علم دور سے آتے تھے' ان کے لئے بستر ے کا اہتمام خود کرتے اور فرماتے کہ کوئی تو آتا ہوگا مہتمم صاحب کا نام سن کر اور کوئی آتا ہوگا ناظم صاحب کا نام سن کر اور کوئی آتا ہے مدرسہ کا نام سن کر' مگر یہ بیچارے اتنی دور سے آئے ہیں میرا نام سن کر اور یہ کہہ کر رو پڑتے تھے۔

جب میں گھر جاتے وقت قاری صاحب سے ملا تو انہوں نے میرے لئے دعا کی' فراغت کے بعد اکثر میری فون پر قاری صاحب سے بات چیت ہوتی رہتی تھی' گزشتہ سال رمضان شریف میں میرے عم زاد نے فون پر مجھے بتایا کہ قاری صاحب آپ کو یاد کر رہے تھے' میں نے اسی دن انہیں فون کیا تو قاری صاحب فرمانے لگے کہ بیٹا تدریس کے لئے جگہ بن گئی؟ اگر نہیں بنی تو میں فیصل آباد میں آپ کے لئے پڑھانے کی جگہ بنا دیتا ہوں' میں نے کہا کہ قاری صاحب! کراچی میں بات ہو رہی ہے' امید ہے کہ جگہ بن جائے گی' وفات سے چند دن پہلے میری بات ہوئی تو فرمانے لگے: بیٹا جگہ بن گئی کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ قاری صاحب! جگہ بن گئی' یہ سن کر فرمانے لگے کہ بیٹے! محنت سے کام کرو' بچوں کو منزلیں وغیرہ یاد ہونی چاہئیں اور ساتھ ساتھ تلفظ وغیرہ کا بھی خیال رکھا کریں' میں نے عرض کیا کہ قاری صاحبؒ میرے لئے دعا کیجئے' فرمایا: بیٹا ضرور دعا کروں گا' آپ بھی مجھے دعاؤں میں یاد رکھا کریں' یہ آپ کے ساتھ میری آخری بات چیت تھی۔

میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے لئے قاری صاحبؒ کی خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کے تمام رشتہ داروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور سرپرستی کرنے والے

ڈنمارک اور ناروے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے

اللہ رب العزت کے بعد اس کی تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و مرتبہ سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔ آپ کی توہین یا آپ کی شان میں گستاخی شدید ترین جرم ہے۔ یہ بدترین جرم کرنے والا شخص مسلمان نہیں رہتا' بلکہ فوراً دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمان کا ایمان اس وقت کامل و مکمل ہوتا ہے جب اس کے دل میں آپ کی محبت اپنی جان' مال' آل اولاد' ماں باپ اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر موجود ہو۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر اشتعال میں آنا فطری اور محبت رسول کی علامت ہے۔ یہی چیز ایک مسلمان کو دیگر مذاہب کے پیروکاروں سے ممتاز کرتی ہے کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور آپ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کرتا۔

کچھ عرصہ پیشتر ڈنمارک کے ایک اخبار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے شائع کر کے توہین رسالت کا ارتکاب کیا جبکہ اس کے بعد ناروے کے ایک اخبار اور بعد ازاں فرانس' اٹلی' جرمنی اور اسپین کے اخبارات نے بھی یہی توہین آمیز خاکے دوبارہ شائع کئے۔ ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں نے توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبارات کا دفاع کر کے گویا یہ ثابت کیا کہ یہ سب کچھ ان کے ایماء پر کیا گیا ہے۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانب سے جو جرأت مندانہ ردعمل سامنے آیا' وہ جرأت ایمانی اور محبت رسول کا نمونہ ہے۔ سعودی عرب' پاکستان' کویت' مصر' انڈونیشیا' عراق' افغانستان' صومالیہ' شام' بھارت' فرانس' اٹلی' تھائی لینڈ سمیت دنیا بھر کے دیگر ممالک کی حکومتوں کی جانب سے توہین آمیز کارٹون کی اشاعت کی مذمت کی گئی اور ان ممالک میں اس گھناؤنے جرم کے خلاف زبردست احتجاج اور مظاہرے ہوئے' دنیا کے تمام اسلامی ممالک کی تنظیم OIC نے اس کے خلاف جرأت مندانہ موقف اختیار کرتے ہوئے ڈنمارک کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس سے غیر مشروط معافی کا مطالبہ کیا اور ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں کی جانب سے یہ خاکے شائع کرنے والے اخبارات کے دفاع کی مذمت کی' مختلف ممالک نے ان یورپی ممالک کے سفیروں کو بلا کر احتجاج کیا' جبکہ سعودی عرب اور شام نے بطور احتجاج ڈنمارک سے اپنے سفیر واپس بلا کر ان ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے' جبکہ سعودی عرب میں ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی جاری ہے' عراق نے احتجاجاً ڈنمارک اور ناروے سے دو معاہدے ختم کر دیئے' پاکستان میں سربراہانِ مملکت' ممبران اسمبلی' دینی مدارس' علمائے کرام' دینی جماعتوں' سیاسی جماعتوں' تاجروں اور صحافیوں سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے ان توہین آمیز خاکوں کی شدید مذمت کی۔

بی بی سی کے مطابق ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد سے مشرق وسطیٰ میں ڈنمارک کی مصنوعات کی فروخت میں کمی ہوئی ہے۔ ہم ان مسلمانوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے حب رسولؐ کے جذبہ سے سرشار ہو کر ڈنمارک کی مصنوعات خریدنا ترک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو اپنی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور بروزِ قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور آپ کی شفاعت نصیب فرمائے! امت مسلمہ جب تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ و سربلندی کے لئے ہر اقدام اٹھانے کے لئے تیار رہے گی' اس وقت تک عظمت و سرفرازی اس امت کا مقدر رہے گی۔ سعودی حکومت نے ڈنمارک سے اپنے سفیر کو واپس بلا کر اور سعودی عوام نے ڈنمارک کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ ہم سعودی حکومت کی اس ایمانی جرأت پر اُسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سعودی عرب کی طرح ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں سے سخت احتجاج کرتے ہوئے ڈنمارک اور ناروے سے اپنے سفیروں کو واپس بلائیں اور ڈنمارک اور ناروے کے سفیروں کو ملک بدر کر کے ان ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لیں۔ اسی طرح ہم پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں ملوث تمام ممالک بالخصوص ڈنمارک اور ناروے کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا بھرپور ثبوت دیں۔ انشاء اللہ! ان کا یہ عمل قیامت کے دن ان کے لئے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنے گا۔